پاکستان کا سب سے زیادہ پڑھا جانے والا خواتین کا مقبول ترین ہفت روزہ

خواتین کا اسلام

قیمت: ۴۰ روپے

1090

بدھ 23 رمضان کریم 1445ھ مطابق 3 اپریل 2024

بِسمِ اللهِ الرَّحمٰنِ الرَّحِيمِ

القرآن

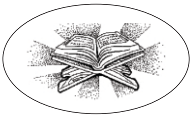

چیونٹی کا نظم وضبط

اورسلیمان (علیہ السلام) کے لیے جنوں اور انسانوں اور پرندوں کے لشکر جمع کیے گئے اور وہ (بلحاظ نوع) مختلف قسم کے تھے۔ یہاں تک کہ جب چیونٹیوں کے میدان میں پہنچے تو ایک چیونٹی نے کہا: ''چیونٹیو! اپنے اپنے بلوں میں داخل ہو جاؤ، ایسا نہ ہو کہ سلیمان اور ان کا لشکر تم کو کچل ڈالے اور اُن کو خبر بھی نہ ہو۔''
(سورۃ النمل، آیت:17 اور 18)

الحدیث

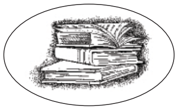

نماز میں نظم وضبط

صحابی رسول حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:
''صفیں سیدھی اور درست کیا کرو کیونکہ صف کا درست اور سیدھا ہونا نماز کا حصہ ہے۔''
(صحیح بخاری)

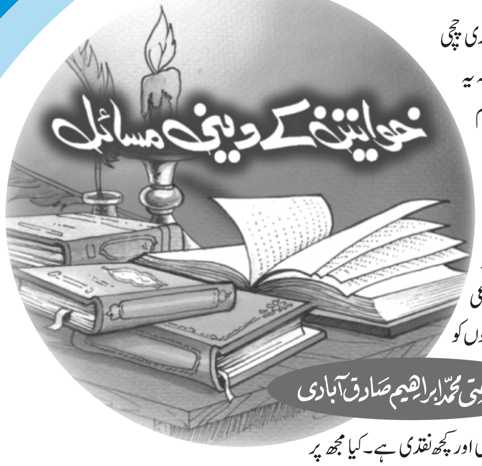

رضاعت کا مسئلہ:

سوال: ہماری بڑی بہن تین سال کی عمر میں حیدر آباد آئی تھیں، ہماری چچی نے انھیں دودھ پلایا تھا۔ ان کے پانچ بیٹے ہیں، سوال یہ ہے کہ یہ پانچوں صرف ہماری بہن کے دودھ شریک بھائی ٹھہریں گے یا ہم سب بہنوں کے؟ (ایک بہن)

جواب: تین سال کی عمر میں دودھ پینے سے رضاعت کے احکام ثابت نہیں ہوتے، لہٰذا چچا کے پانچوں بیٹے دوسری خواتین کی طرح آپ کی بڑی بہن کے حق میں بھی نامحرم ہیں، ہاں اگر دو سال بلکہ احتیاطاً اڑھائی سال کی عمر تک بھی چچی کا دودھ پیا ہوتا تو ان کی رضاعی بیٹی قرار پاتیں اور چچا کے بیٹوں سے پردہ نہ ہوتا جبکہ دوسری بہنوں کو بدستور پردہ رہتا، مگر اب سب کو پردہ ہے۔

زکوٰۃ کی فرضیت:

سوال: میرے پاس بیس ہزار روپے کا سونا بارہ سو روپے کی چاندی اور کچھ نقدی ہے۔ کیا مجھ پر زکوٰۃ ہے؟ اگر ہے تو کتنی؟ تفصیل سے سمجھا دیجیے۔ (ایضاً)

جواب: آپ پر زکوٰۃ فرض ہے، سونے چاندی پر جب سال گزر جائے تو اس وقت ان کی قیمت معلوم کیجیے، پھر نقدی اس میں جمع کر کے مجموعی مالیت کا اڑھائی فیصد زکوٰۃ میں دیجیے۔ اگر سال پہلے ہی گزر چکا ہے یا کئی سال گزر چکے ہیں تو ہر سال پورا ہوتے وقت جو قیمت بنتی رہی اس کے اعتبار سے گزشتہ تمام سالوں کی زکوٰۃ فرض ہے۔

والدہ کی خدمت:

سوال: بندہ ناچیز الحمدللہ ہمہ وقت والدہ کی خدمت میں مصروف ہے۔ ہر پانچ چھ منٹ کے بعد والدہ کی کروٹ بدلنا پڑتی ہے۔ بعض اوقات ناف کے قریب ان کے جسم پر نگاہ پڑ جاتی ہے یا ہاتھ لگ جاتا ہے جس پر بڑی ندامت ہوتی ہے۔ بہو ان کی خدمت کے لیے تیار نہیں۔ کیا میں انھیں پیشاب کرا سکتا ہوں؟ مالش کرتے ہوئے ان کے گھٹنوں کو چھو سکتا ہوں؟ بہو اگر ان کو غسل کرائیں تو کس حد تک احتیاط ضروری ہے؟ (ایک سائل: ضلع ٹوبہ)

جواب: یہ انمول نیکی آپ کو مبارک ہو، اس پر حدیث میں دخول جنت کی بشارت آئی ہے۔ اپنی حد تک احتیاط کیجیے، تاہم کبھی بے اختیار جسم کے مستور حصے پر نظر پڑ جائے یا ہاتھ لگ جائے تو معاف ہے۔ والدہ کو بیت الخلا لے جانا کسی عورت کا کام ہے، اگر بہو بیٹی یہ ذمے داری نہیں لیتی تو بامر مجبوری بیٹا یہ خدمت بھی انجام دے سکتا ہے لیکن پردے کا خاص خیال رکھتے ہوئے اور نظر کی حفاظت کرتے ہوئے۔ والدہ کی مالش کرنا بھی جائز ہے البتہ اس میں ناف سے گھٹنوں تک نیز پشت اور پیٹ کو چھونا دیکھنا جائز نہیں، دوسرے اعضاء یعنی سر چہرہ بازو اور پنڈلیوں کو چھونا دیکھنا جائز ہے۔ ایک عورت کا بدن ناف کے نیچے سے گھٹنوں کے نیچے تک دیکھنا دوسری عورت کو بھی جائز نہیں، بہو غسل کراتے ہوئے یہ احتیاط مدنظر رکھیں۔

احکام حیض:

سوال: (۱) مخصوص ایام میں مہندی لگانا کیسا ہے؟ (۲) سنا ہے کہ مخصوص ایام میں غیر ضروری بال صاف کرنا جائز نہیں، پاکی کا انتظار کرنا ضروری ہے، کیا یہ صحیح ہے؟ (۳) مخصوص ایام میں دستانے پہن کر قرآن مجید حدیث یا دینی کتاب پکڑنا جائز ہے یا نہیں؟ (بنت مولانا غلام مجتبیٰ۔ وہاڑی)

جواب: (۱) جائز ہے۔ (۲) پاکی کا انتظار کر لینا بہتر ہے، ضروری نہیں بلکہ صفائی کیے ۴۰ دن پورے ہو گئے تو پاک ہونے کا انتظار جائز نہیں، فوری صفائی کر دینا ضروری ہے۔ (۳) قرآن مجید دستانے سے بھی پکڑنا جائز نہیں، اسی طرح قرآن کی تلاوت بھی جائز نہیں۔ بوقت ضرورت قرآن مجید پکڑنے یا کھولنے کے لیے ایسی چیز استعمال کریں جو آپ کے جسم اور قرآن مجید دونوں سے الگ ہو جیسے رومال، قلم وغیرہ، حدیث اور دیگر دینی کتب کا یہ حکم نہیں۔ تاہم ادب کا تقاضا یہ ہے کہ انھیں بھی رومال وغیرہ سے پکڑے اور کھولے۔

مختلف دھاتوں کے زیورات:

سوال: سونے چاندی کے علاوہ دوسری دھاتوں کے زیورات پہننا کیسا ہے؟ ان میں نماز ہوتی ہے یا نہیں؟ (ایضاً)

جواب: عورت کے لیے ہر قسم کے زیورات کا استعمال جائز ہے اور ان میں نماز بھی بلا کراہت جائز ہے۔

تصویر کا حکم:

سوال: ہمارے ایک دوست کا کہنا ہے کہ بلوغ سے پہلے کی تصویروں کا کوئی گناہ نہیں، کیا یہ صحیح ہے؟ (ایضا)

جواب: نابالغ بچہ غلط کام کرے تو اس پر گناہ نہیں لیکن سرپرست کا فرض ہے کہ اسے منع کرے، بوقت ضرورت اس جرم پر سزا بھی دے، ورنہ گنہگار ہوگا۔ نیز بلوغ کے بعد بچپن کی تصویریں تلف کر دینا ضروری ہے۔

☆☆☆

ایک قابلِ رشک شادی کے مبارک احوال

آئینہ گفتار

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ!

خواتین کا اسلام میں بہت پہلے ایک سلسلہ ”سادی شادی“ کے عنوان سے شائع ہوا کرتا تھا، جس کے تحت ایسی بابرکت شادیوں کے احوال شائع ہوتے تھے جو سادگی کا نمونہ ہوا کرتی تھیں۔ ان تحریروں سے قارئین کے دل میں سادی شادی کی اہمیت پیدا ہوتی تھی۔ کئی خاندانوں میں یہ تحریریں مشعلِ راہ بنیں اور وہاں شادیاں سادگی سے انجام پائیں۔

اس عنوان کے تحت نکاحِ ثانی کی روداد بھی شائع ہوتی تھی، اس سے بھی دوسری شادی خصوصاً بزرگوں کی دوسری شادی کی بڑی ترغیب ہوجاتی تھی۔

اب تو ایسی تحریریں بہت کم آتی ہیں مگر پچھلے دنوں مولانا ساجد الرحیم نے ایک ایسی قابلِ رشک شادی کا احوال سنایا کہ سن کر سچ مچ لطف ہی آ گیا۔ دل اش اش کر اٹھا اور زبان واہ واہ۔ بے ساختہ دل چاہا کہ اس مبارک شادی کی روداد ملکِ عزیز کے گھر گھر جا سنائیں کہ نجانے کتنے ہی ہمارے بزرگ بے چارے ایسے ہیں جو ہندوانہ رسوم ورواج کی وجہ سے زندگی کی خوشیاں خود پر حرام کر چکے ہیں۔ گویا موت سے پہلے ہی مردہ دل ہو چکے ہیں۔

یعنی ایسے بزرگ حضرات وخواتین جن کے زوج فوت ہو گئے ہیں اور وہ ضرورت کے باوجود دوسری شادی کا تصور بھی نہیں کر سکتے، کیونکہ یہ ہمارے مقامی رواج میں نہیں ہے۔ ہمارے ہاں ایسا کرنا تو دور کی بات سوچنا بھی بہت برا سمجھا جاتا ہے۔ اُن سب بزرگوں کے لیے شادی کی یہ روداد ایک شاندار نمونہ ہے کہ کیسے ”نام نہاد غیر اسلامی غیرت“ کو پسِ پشت ڈال کر دین کے ایک مردہ حکم کو زندہ کیا جاسکتا ہے۔

مولانا ساجد الرحیم بھائی لکھتے ہیں کہ ”حضرت صوفی طارق حفیظ جالندھری صاحب ساہیوال شہر سے تعلق رکھتے ہیں۔ ان کے پانچ بھائی اور پانچ ہی بچے ہیں جو سب شادی شدہ ہیں۔

حضرت صوفی صاحب کی پہلی بیوی چھ سال پہلے انتقال فرما گئی تھیں۔ بچوں اور بھائیوں نے مل کر ان کی دوسری شادی کی جو کسی شرعی عذر کی وجہ سے چل نہ سکی، لیکن بچے پھر بھی نچلے نہ بیٹھے اور انھوں نے اپنے ابا جی کے لیے تیسرا رشتہ دیکھ لیا، سو پھر اسی مہینے فروری میں ان کی تیسری شادی کی تقریب بڑی سادگی کے ساتھ منعقد ہوئی۔

اس رشتے میں خوشی کی بات صرف یہی نہیں ہے کہ بچوں نے اپنے والد کی شادی کروائی بلکہ اس سے کہیں زیادہ خوشی کی بات یہ ہے کہ ماشاء اللہ ان کی جو تیسری دلھن آئی ہیں، وہ بھی چھ بچوں کی والدہ ہیں۔ ان کے تین بیٹے اور تین بیٹیاں ہیں اور سب شادی شدہ ہیں۔

واہ واہ بھئی کیسی انوکھی بات ہے ناں!

یہ تو اکثر سننے میں آتا رہتا ہے کہ بزرگ والد کی دوبارہ شادی بچوں نے کروائی لیکن بزرگ صحابیات کی یہ سنت کم از کم ہم نے تو پہلی بار سنی کہ بزرگ خاتون جن کے بچے بھی بچے والے ہیں، ان کی شادی خود بچوں نے کروائی۔

ذرا تصور کیجیے کہ کیسا شاندار منظر ہوگا کہ نہ صرف دولھا میاں کے پانچوں بچے بلکہ دلھن صاحبہ کے چھے بچے بھی اپنے اپنے ازواج اور بچوں کے ساتھ پورے جوش و جذبے کے ساتھ اماں ابا کی خوشی میں شریک ہیں۔

مولانا ساجد الرحیم صاحب کی یہ بات بالکل درست ہے کہ یہ نکاح اس لیے بہت اہمیت کا حامل ہے کہ نہ صرف دولھا کے پانچوں بچوں نے یہ سوچا کہ ہمارے والد تنہائی کی زندگی کیوں جئیں؟ بلکہ دلھن کے بچوں نے بھی اپنی والدہ کے لیے ایسا سوچا۔ اس لیے ہماری رائے میں محترمہ دلھن کے تمام بچے تو خصوصاً بہت زیادہ سراہے جانے کے قابل ہیں۔ ان تمام پیارے بچوں کا یہ اقدام قابلِ تقلید، قابلِ داد اور قابلِ تحسین ہے۔

ہمارے معاشرے میں نام نہاد سماجی غیرت کی بنا پر کتنے بیٹے اور بیٹیاں ایسے موجود ہیں جو اپنے والدین کو جیتے جی زندہ درگور کر دیتے ہیں، جبکہ سوچنے کی بات یہ ہے کہ ہم برصغیری رواجوں کے نہیں بلکہ شریعت اور سنت کے پابند ہیں۔

عرض ہے کہ اپنے اپنے گھر، خاندان اور برادری میں دیکھیں کہ کہیں کسی گھر میں ایسے ادھیڑ عمر یا بوڑھے والدین تو نہیں جو بنا زوج کے بہت بے چارگی کی حالت میں زندگی گزار رہے ہیں۔ جو خدمت کے محتاج ہیں اور اولاد چاہت کے باوجود خدمت اور وقت انھیں نہیں دے پا رہی تو کوشش کیجیے کہ اُن کے بچوں کو اس مبارک شادی کے احوال سنا کر بلکہ اس سے بھی پہلے بزرگ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی شادیوں کے مبارک احوال سنا کر اس بات کے لیے تیار کریں کہ وہ بھی اپنے بزرگوں کی زندگی کو نکاحِ ثانی کی برکت سے ایک بار پھر سرسبز وشاداب بنادیں۔

ازراہِ تفنن عرض ہے کہ ویسے بھی تمام بچے اپنے بچپن میں والدین سے یہ معصومانہ شکوہ کرتے ہیں کہ آپ کی شادی میں زمانے بھر نے شرکت کی، ایک ہمیں ہی آپ نے نہیں بلایا۔ سو کتنی مزیدار بات ہو کہ والدین کی شادی میں بچے اپنے بچوں کے ساتھ شرکت کریں اور ان کا معصومانہ شکوہ اس طور دور ہو جائے۔

اللہ تعالیٰ سب کے بزرگوں کو خوش وخرم رکھے، آمین!

والسلام
مدیر مسئول
محمد فیصل شہزاد

مدیر اعلیٰ: مفتی فیصل احمد | مدیر: انجینئر مولانا محمد افضل احمد خان | مدیر مسئول: محمد فیصل شہزاد

”خواتین کا اسلام“ دفتر روزنامہ اسلام ناظم آباد 4 کراچی فون: 021 36609983 ای میل: fayshah7@yahoo.com

انٹرنیٹ: www.dailyislam.pk سالانہ زرِ تعاون: اندرونِ ملک 2000 روپے، بیرونِ ملک ایک میگزین 25000 روپے، دو میگزین 28000 روپے

ادارہ روزنامہ اسلام کی تحریری اجازت کے بغیر خواتین کا اسلام کی کوئی تحریر کہیں شائع نہیں کی جاسکتی۔ بصورتِ دیگر ادارہ قانونی چارہ جوئی کرنے کا حق رکھتا ہے۔

عامرہ احسان

آخر کیا وجہ ہے؟

القسام بریگیڈ (حماس مجاہدین) نے ۷ اکتوبر کو اسرائیل پر ظلم ڈھایا جس کے جواب میں انھیں مجبوراً غزہ پر مسلسل بمباری کرنی پڑی......!

اُس کی ایک جھلک ملاحظہ ہو:

ٹائمز آف اسرائیل میں ایک خوب صورت گائے کے ہاں ننھا بچھڑا تولد ہوا دکھایا گیا اور متعلقہ دکھ بھری حماس حملے کی داستان۔ ایلومم کیبوٹز فارم غزہ سے دس کلومیٹر کے فاصلے پر ہے۔ القسام نے انتہائی غیر متوقع (اسرائیل ۷۵ سال سے پرسکون، بے خطر رہا تھا، حملے صرف غزہ کا مقدر تھے!) حملہ کر کے پورا اسرائیل ہلا ڈالا۔ اسی کی زد میں جدید ترین خوب صورت گائے فارم بھی آ گیا۔ یہاں تھائی لینڈ کے ملازمین کام کرتے ہیں۔ راکٹ حملے میں اسرائیلی ڈیری فارم مارے گئے اور تھائی لینڈ کے کچھ ملازمین یرغمال بنائے گئے۔ گائیوں کے جدید چھپروں کو نقصان پہنچا۔ اس فارم میں چھ، سات مری ہوئی گائے دیکھی جاسکتی تھیں۔ ایک اور تصویر میں غزہ سے ڈیڑھ کلومیٹر کے فاصلے پر دوسرے فارم میں ۱۳ گائیں موت کے گھاٹ اتر گئیں۔ اس فارم میں راکٹ گرا تھا جس سے گائیں مر گئیں۔ اسرائیلی جانی نقصان کچھ بھی نہ ہوا۔ پانی کے پائپ بھی کچھ پھٹ گئے۔ فارم کا مالک، خاندان، ملازمت سب محفوظ رہے۔

اسرائیل کے سولہ فارم ہاؤسز میں ایک لاکھ پندرہ ہزار گائیں ہیں۔ ان میں سے ۵ فارمز کو زیادہ نقصان پہنچا ہے۔ گائے اور بچھڑے (جو صحیح سلامت رہے) کی تصویر ممتا کے جذبات کو ابھارنے کے لیے شاید دی گئی تاکہ دنیا کو احساس ہو کہ اسرائیل پر حماس کے یہی مظالم ہیں جن کی بنا پر اسرائیل غزہ پر مسلسل حملوں پر مجبور ہے!

یاد رہے کہ کیبوٹز (Kibbutz) اجتماعی (کمیونٹی) رہائشی علاقے ہیں۔ زرعی اور ڈیری فارموں کے گرد، جہاں اسرائیلی مشترکہ منافع اور مشترکہ ذمے داریوں کی بنیاد پر رہتے ہیں۔ پورے فلسطین میں (جس پر قبضہ کر کے اسرائیل بنا) یہودی آبادکاروں نے (غزہ کی طرح) فلسطینی گھر بلڈوز کر کے، جبراً خالی کروا کر یہودی آبادیاں یوں بسائی تھیں کہ دنیا بھر سے یہودی آ کر رہ سکیں۔ اُن کے لیے گھر، ذریعۂ آمدن، یہودی ماحول تمام تر سہولیات کے ساتھ میسر ہوں، لہٰذا یہودیوں کے دو گھر ہوتے ہیں اور دہری شہریت!

جن ممالک سے آتے ہیں وہاں بھی اور فلسطینی مقبوضہ سرزمین پر بھی۔ سو ۷۵ برسوں میں پہلی مرتبہ یہ آڑے ہاتھوں لیے گئے تو قیامت آ گئی۔ فارم پر اس غم کا اظہار کہ بے زبان جانور صدمے کی حالت میں ہیں، انھیں بروقت چارہ نہ مل سکا، راکٹوں (دیسی، سادہ، Unguided) نے انھیں خوف زدہ کر دیا۔ ایسے راکٹ چونکہ تاک کر نشانہ بنانے والے نہیں ہوتے، اس لیے یہ جہاں بھی جا گریں پیش بندی ممکن نہیں ہوتی۔

اس کے برعکس غزہ میں گنجان آبادی قصداً بمباری کا نشانہ بنائی گئی۔ اسپتالوں کو ٹینکوں سے تباہ کیا گیا۔ ٹارگٹڈ نشانے ہوائی جہازوں سے عورتوں بچوں کے وارڈوں پر لگائے گئے۔ قبرستان بلڈوز کرنے میں بھی عار نہ تھا، مگر دہشت گرد پھر بھی حماس ہی تھی جس نے ڈیڑھ دو درجن گائیں مار دیں اور پانی کے پمپوں، پائپوں کے پیٹ پھاڑ دیے، اور یوں پورے اعتماد سے اصلی نقلی ہالی ووڈ جیسی فلمیں بنا کر عالمی عدالتِ انصاف میں اسرائیل کا مقدمہ لڑنے جا پہنچے۔

یاد رہے کہ ۴ فروری تک غزہ میں شہداء کی تعداد ۲۷ ہزار، ۶۶۲۶۷ زخمی ۱۱۵۰۰ بچے شہید، ساڑھے ۸ ہزار زخمی، ۸ ہزار لاپتا ہیں۔ روزانہ ۱۰ بچوں کی ایک یا دونوں ٹانگیں کاٹنی پڑی ہیں اور وہ بھی بغیر بے ہوشی کی دوا کے۔ پورے غزہ کے رہائشی علاقے اپنے بہت سے مکینوں سمیت کھنڈر، ملبہ بن گئے۔ اِس وقت فلسطینی آبادی شدید خوراک کی کمی کا شکار جانوروں کا چارہ کھانے پر مجبور ہے، مگر اسرائیل چند مری گائیں اور انھیں لاحق چند دن چارے میں کمی کا واویلا کر رہا ہے! جبکہ دنیا دَم بخود جو مناظر دیکھ رہی ہے وہ یہ ہیں کہ غزہ میں انسانی تاریخ کا تیز ترین قتلِ عام ہو رہا ہے جس سے سفاکی کے تمام ریکارڈ ٹوٹ گئے اور بین الاقوامی قوانین کے پرخچے اڑ گئے ہیں۔ ہر سفر (جس پر فلسطینیوں کو پے در پے بے دخل ہر جگہ سے کر کے مجبور کیا گیا) موت کا سفر ہے، ہر سڑک موت کی شاہراہ ہے۔ سر سے گزرتی گولیاں، اچانک کہیں بھی بمباری یا ٹینکوں کے گولے۔ عورتیں، بچے، بوڑھے، ہر قدم آزمائش!

البتہ یہ ضرور ہے کہ فوجی محاذوں پر اسرائیل بدترین شکست اور نقصانات سے دوچار ہے۔ اسرائیلی میڈیا فوجی ہلاکتوں کی حقیقی تعداد بتانے سے گریزاں ہے۔ دیگر ذرائع سے ۳ ہزار اسرائیلی فوجی ہلاک، تقریباً اتنی ہی تعداد میں زخمی۔ اسلحہ خانہ شدید نقصان سے دوچار۔ ٹینک، بکتر بند گاڑیاں، بلڈوزر، آلاتِ حرب تباہ اسرائیلی ہیلی کاپٹر اور ڈرون گرائے گئے۔ معاشی، عسکری نقصانات بے پناہ، لواحقین اور عوام شدید ردِعمل دے رہے ہیں۔ نیتن یاہو کو سخت مخالفت کا سامنا ہے۔ اخلاقی، عسکری، سیاسی اور بین الاقوامی ساکھ کے اعتبار سے اسرائیل کو شکست کا سامنا ہے۔

ایسے میں ایک ویڈیو کلپ میں ایک یہودی کا اپنی فوج کا صدقہ اتارتے دیکھا جاسکتا ہے۔ ایسی فوج اور اتنے نقصانات پر تو بہت ہی بڑا جانور دینے کی ضرورت تھی، تاہم یہ شخص ایک مسکین شیور مرغا ایک فوجی کے سر پر سے پھیرا لگوا کر (ہندو عقیدے کے تحت فوجیوں کی بلائیں مرغے کے سر ڈال کر) فوج کے تحفظ کا اہتمام کر رہا ہے۔ نجانے صرف وہاں کھڑے دو چار فوجیوں کا صدقہ تھا یا سبھی خنزیری ریوڑوں کا۔ یہودی کنجوسی میں ضرب المثل ہیں، سو یقیناً یہ پوری فوج ہی کا صدقہ ہوگا!

ویسے صدقہ تو صدق سے مشتق ہے لہٰذا اصطلاح بھی بدلنی پڑے گی جو ان کے کذب، ظلم، درندگی کا لفظی اظہار ہو اور شیاطین کو پیش کیا جائے۔ اسرائیل کے لیے یوں بھی ایک مکمل نئی لغت درکار ہے، کیونکہ اس کردار کو جسے ہم نے ہر سطح پر گھناؤنا داغ دار ہی پایا، عام اصطلاحوں میں بیان کرنا ممکن نہیں۔ ساری انسانی تاریخ کے سیاہ کردار فراعنہ، نمارود، بھوکے شیروں کے آگے ڈال دینے والے رومی بادشاہ، چنگیز خان، ہلاکو کو دَم بخود کرنے والا یہ ظلم و جور ہے۔ خصوصاً معصوم بچوں پر ٹوٹی قیامت کی ایسی کوئی نظیر نہیں ملتی۔

جانوروں کا اپنے بچوں کے لیے حساسیت کا یہ واقعہ دیکھیے۔ جنوبی افریقہ کے ایک بڑے نیشنل پارک میں یہ واقعہ پیش آیا کہ ایک ہاتھی کا بچہ پاٹھا پانی تک رسائی کی کوشش میں کیچڑ بھرے پانی میں پھسل کر ڈبکی کھا گیا۔ ہاتھیوں کی بے چینی دیدنی تھی۔ پورے ریوڑ، غول

میں بے قراری پھیل گئی۔ لپکے دوڑے۔ اپنی سونڈیں ڈال کر پانی میں اسے باہر کھینچ نکالنے کی کوشش میں دیوانہ وار ایک کے بعد ایک حاضر! واویلا مچادیا۔ تشویش کے مارے چنگھاڑتے تھے۔ دلدلی پانی میں اتر کر جیسے تیسے نکالنے کی کوشش کرتے، کسی کو قرار نہ آیا۔ ابرہہ کے لشکر کا چیف ہاتھی عجب ایمان کا حامل تھا۔ مکہ جانے سے انکاری۔ چٹان کی طرح زمین پر جم بیٹھتا۔ یمن کا رخ کرتے تو اٹھ کر چل پڑتا۔ سو یہ جانور اتنا بھی جانور نہیں اور بظاہر انسان مگر انسانی مروت وجذبوں سے عاری!

ہاتھی کے بچے کا یہ منظر حیوانات میں دردمندی، امدادِ باہمی کے خوب صورت جذبے کا آئینہ دار اور اس امت کی سفاک بے حسی پر ایک سوالیہ نشان ہے۔ مقابل ننھی سی خوب صورت زخمی گڑیا ہے۔ دو ڈھائی سال کی سنہری بالوں والی! ’’یہودی اچھے نہیں ہوتے۔ انھوں نے میرے بابا ماما کو شہید کردیا۔‘‘

اس مسلم بچی کی پونے دو ارب برادری کہاں ہے؟ عورتوں بچوں پر مشتمل خاندانوں کو جس بے دردی سے نشانہ بنایا، اس کی اذیت ناک کہانیاں لامنتہا ہیں۔ ایک گاڑی جس میں شوہر بیوی، ان کے چار بچے بچیاں اور ایک چھے سالہ عزیزہ بچی تھی۔ اسرائیلی ٹینکوں نے انھیں تاک کر نشانہ بنایا۔ پہلے پندرہ سالہ بچی ہلالِ احمر کو فون پر مدد کے لیے پکارتی رہی کہ اسرائیلی ہم پر فائرنگ کر رہے ہیں ہمیں بچائیں، اور پھر جلد ہی آواز چیخوں میں بدل جاتی ہے۔ گولیوں کی بوچھاڑ کے ساتھ۔ اس کے بعد اسی گاڑی میں بچ جانے والی چھے سالہ گڑیا ہند فون پکڑے ہلال احمر کو بے قراری سے پکارتی ہے کہ صرف یہی زندہ بچی ہے۔ نہایت خوف زدہ، اندھیرا بڑھ پھیل رہا ہے۔ ’’مجھے یہاں سے نکالو۔‘‘

کئی گھنٹے گزر گئے۔ کٹتے ٹوٹتے رابطوں، جگہ کے تعین میں۔ ماں سے فون پر رابطے میں رہی۔ شدید بھوک، پیاس، سردی اور خوف کا اظہار کرتی معصوم جان ہند! تلاش میں نکلی ایمبولینس اسرائیلی فوج نے جلا کر راکھ کردی۔ دو نوجوان اس میں شہید ہوگئے۔ لاشوں میں گھری ننھی ہند اذیت، خوف سے گزرتی بالآخر مزید گولیوں کا نشانہ بن کر جنت جا پہنچی!

بارہ دن بعد گاڑی تک رسائی ہوئی۔ اسرائیلی فوج سے بھی رابطہ کیا گیا تھا جو انجان بن گئے! ہند کے رشتے دار نے بے قراری سے کہا تھا: ’’ہم ہر آزاد شریف عزت دار انسان سے کہتے ہیں جو کوئی اس کی مدد کو آسکے، آئے۔‘‘

کیا یہ بچی دنیا کے لیے خطرے کا باعث ہے؟ بچوں کی حالتِ زار اس جنگ میں سب سے زیادہ رنج والم کا باعث ہے مگر دنیا کے سبھی حکمران، کافر و مسلم: ترے سینے میں دم ہے دل نہیں ہے، قماش کے ہیں! فردِ جرم پونے دو ارب مسلمانوں پر بالخصوص عائد ہوتی ہے۔ ہند کی بے قرار ماں سب کو پکارتی رہی۔ یو این کو، حقوقِ انسانی تنظیموں کو، ہاں مسلمانوں کو، امت کو نہیں پکارا۔ وہ جانتی ہے امت بے حس، غافل بے درد ہے۔ اس مرتبہ آواز اٹھانے والی کافر دنیا کے عوام ہیں اور امریکہ سے بھی بغاوت کر کے غزہ کے لیے ہمدرد و مددگار UNRWA جیسے امدادی ہیں! مسلم دنیا قرآن سے منہ موڑے، اَن پڑھ جاہل ہو چکی۔ دنیاوی ڈگریاں موجود۔ علمِ حقیقی، کتابِ زندگی سے لاعلم، جہاں اللہ پکارتا ہے۔ ’آخر کیا وجہ ہے کہ تم اللہ کی راہ میں ان بے بس مردوں، عورتوں اور بچوں کی خاطر نہ لڑو جو کمزور پاکر دبا لیے گئے ہیں اور فریاد کر رہے ہیں کہ خدایا ہم کو اس بستی سے نکال جس کے باشندے ظالم ہیں اور اپنی طرف سے ہمارا کوئی حامی و مددگار پیدا کردے۔ (النساء:75)

پچھتر برسوں سے ظلم کی چکی میں پستے پستے آج آخری حد آ پہنچی۔ یہ آیت سوال کرتی ہے غضب کے پیرائے میں!

☆☆☆

رمضان المبارک کے لمحات کو قیمتی بنانے کے لیے...... دعاؤں کا مجموعہ

مستند مجموعۂ اوراد و وظائف

(رمضان ایڈیشن)

صرف

950/-

★ فضائلِ رمضان مع مسائلِ رمضان
★ مختلف قرآنی سورتوں کے فضائل
★ فضائلِ دعا، ستر استغفار، چہل رَبَّنا
★ جادو ٹونہ وغیرہ سے حفاظت کی دعائیں
★ عافیت، غم و پریشانی سے راحت، نماز وغیرہ سے متعلق دعائیں اور جمعۃ المبارک کے اعمال

خود بھی مطالعہ کیجیے اور متعلقین کو تحفے میں دے کر کتاب دوست بنائیے۔

بیت العلم (الوقف)

رابطہ نمبر: 0309-2228089، 0321-8566511 برائے تجاویز: 0322-2583196

Visit us: www.mbi.com.pk maktababaitulilm

(گزشتہ سے پیوستہ)

چھوٹی بھابی

بنت الاسلام

معلوم ہوتا تھا کہ وہ چھوٹی بھابی خود کسی مکتب اور اسکول سے پڑھ چکی تھیں۔ کیونکہ انھوں نے بہت جلد ہمارے دکھوں کو سمجھ لیا اور پھر طرح طرح سے لگیں ہم پر مہربانیاں کرنے۔

پہلی بات تو یہی ہوئی کہ انھوں نے گھر کے کاموں میں حصہ لے کر لڑکیوں کا بوجھ کم کر دیا۔ پھر جس دن بیوی جی بے پناہ جلال میں آئی ہوتیں اور خطرہ ہوتا کہ آج لڑکیاں بری طرح پیٹیں گی تو چھوٹی بھابی فوراً مہندی کا پیالہ گھول بی بی جی کے سر میں مہندی لگانے بیٹھ جاتیں اور ساتھ ساتھ ہلکی ہلکی آواز میں کچھ ایسی میٹھی میٹھی باتیں کرتی رہتیں کہ بی بی جی کا غصہ بہت حد تک ٹھنڈا ہو جاتا۔ پھر کئی دفعہ ایسے ہوتا کہ وہ بی بی جی کی نظر بچا ہمارے پاس آ بیٹھتیں اور املی، کھٹوں اور چنوں کے دل پسند موضوع پر ہم سے گفتگو کیا کرتیں۔

ان کی ان اداؤں نے ہمارے دلوں پر بڑا گہرا اثر ڈالا اور ہم خلاف توقع انھیں پسند کرنے لگے۔

پھر وہ تھیں بھی خاص دل پسند۔ کھلا ہوا رنگ، بڑی بڑی مہربان آنکھیں۔ صاف شفاف پیشانی جس پر ڈھونڈے سے بھی کوئی لکیر نظر نہ آتی تھی اور لکیر پڑ ہی کیسے سکتی تھی۔ اس ماتھے پر موٹے موٹے بل تھوڑے ہی پڑتے تھے کہ لکیریں پڑنے کی نوبت آتی۔ لکیریں تو عموماً ان پیشانیوں پر پڑتی ہیں جن پر ذرا ذرا سی بات پر ڈھیروں بل پڑ جاتے ہیں۔

خیر جی چھوٹی بھابی ہمیں بہت ہی پسند آئیں اور ہم ان سے باتیں کرنے کے لیے بہانے ڈھونڈنے لگے۔ ایک دن کی بات ہے نوری نے ہمیں دو آنے کی املی لا دی۔ ہم چٹخارے لے لے کر املی کھا رہے تھے اور ساتھ ہی اس بات پر بحث ہو رہی تھی کہ بیوی جی کی پنکھی زیادہ ظلمی ہے یا دوہتھڑ پنکھی کی نسبت بہت زیادہ ظلمی ہے۔

اب اختلاف تھا تو اس بات پر کہ پنکھی اور ہتھڑ میں ظلم کا تناسب کیا ہے؟ زاہدہ، برجیس اور اختر کہتی تھیں کہ پانچ پنکھیاں مساوی ہیں ایک دوہتھڑ کے اور قمر مصر تھی کہ نہیں بلکہ دس پنکھیاں مساوی ہیں ایک دوہتھڑ کے اس کا کہنا تھا کہ پنکھیاں پڑتی ہیں پشت پر اور زیادہ سے زیادہ یہ ہوتا ہے کہ نیل پڑ جاتے ہیں مگر دوہتھڑ آتی ہے سر پر اور ہوش وحواس جواب دے جاتے ہیں۔

''ارے نہیں لگی۔'' زاہدہ نے قمر کو ایک تھپڑ رسید کرتے ہوئے کہا۔ ''پنکھیاں پشت پر کب پڑتی ہیں وہ تو شانوں پر آتی ہیں۔''

قمر اس تھپڑ بازی پر بگڑ بیٹھی اور زاہدہ کو ایک جوابی تھپڑ عطا کرتے ہوئے کہا۔

''ہیں ہتھ چھٹ! منہ سے بات کر، ہاتھوں سے کیوں بولتی ہے۔''

''پی پی پی پی!'' زاہدہ نے غضب ناک ہو کر اس کا منہ چڑانا شروع کر دیا۔ قمر نے جواب میں اور زیادہ سخت سست کہا۔

بات بڑھتے بڑھتے یہاں تک پہنچی کہ قمر زاہدہ سے وہ عجیب وغریب انتقام لینے کو تیار ہو گئی جو ہمارے نزدیک انتہائی سخت انتقام سمجھا جاتا تھا یعنی فریق مخالف کے عزیزوں کی قبریں بنانے لگ جانا۔ سو قمر تنتنائی ہوئی اٹھ کھڑی ہوئی اور ٹاٹ کے ایک طرف بیٹھ کر زمین کھودنے لگی۔

''یہ کیا کر رہی ہو؟'' زاہدہ نے بھنا کر پوچھا۔

''تمھاری چھوٹی بہن کی قبر بنا رہی ہوں اور کیا۔''

قمر نے غصے سے غراتے ہوئے ہوئے کہا تو زاہدہ چیخ پڑی۔

''میری چھوٹی بہن کی؟ ٹھہر تو ذرا۔''

اور وہ دوسری طرف بیٹھ کر قمر کے چھوٹے بھائی کی قبر کھودنے لگی۔

اس پر قریب تھا کہ دونوں ایک دوسری کا منہ نوچ لیتیں، چھوٹی بھابی آگئیں۔

''چھوٹی بھابی آئی ہیں، ہی ہی ہی!''

ہم نے دانت نکال دیے۔ چھوٹی بھابی کو دیکھ کر ہم ضرور دانت نکالا کرتے تھے۔ یا شاید یوں کہنا چاہیے کہ ہمارے دانت خود بخود نکل آیا کرتے تھے۔ خیر چھوٹی بھابی نے چھوٹتے ہی ہمیں یہ مژدہ جانفزا سنایا کہ بی بی جی کل مع جمیلہ اور افضل کے بڑی بھابی کے پاس جانے والی ہیں۔ مکتب کا معاملہ تھا اور بی بی جی کا خوف دامن گیر ورنہ جی تو یہی چاہا کہ صحن کے ایک کونے سے کلکاریاں مارتے دوڑیں اور سارے صحن کے دس چکر لگا ڈالیں۔

اور دوسرے دن جب ہم مکتب آئے تو پتا چلا کہ بی بی جی واقعی جا چکی ہیں۔ ہم نے شکر کے سجدے کیے اور خوش خوشی لگیں آگ جلانے اور چاول دھونے کی فکر کرنے، مگر چھوٹی بھابی نے روک دیا۔

''رہنے دو بھئی کام دام کو۔ میں خود ہی کر لوں گی، آؤ پہلے سبق پڑھیں۔''

چھوٹی بھابی نے نہ رنگین پیڑھی لی نہ مونڈھا بلکہ ہمارے پاس ہی اس بوسیدہ ٹاٹ پر بیٹھ گئیں اور ہمیں ایک گول دائرے میں بٹھا لیا۔ اس سے ہمیں ایک عجیب قسم کے قرب کا احساس ہوا۔ دل خوشی سے سینے میں پھولا نہیں سما رہا تھا اور خواہ مخواہ ہنسی آئے جا رہی تھی۔ ایسے معلوم ہو رہا تھا کہ مدتوں سے ہم ایک بھاری بوجھل پتھر تلے دبی ہوئی تھیں آج وہ پتھر سرک گیا ہے اور ہم آزادی سے بھاگ دوڑ رہے ہیں۔ بار بار آزادی کا احساس ہوتا تھا اور خود بخود پڑھنے کو جی چاہتا تھا۔ آسمان روز سے زیادہ نیلا دکھائی دے رہا تھا، دن زیادہ روشن تھا اور صحن میں اُگی ہوئی نیم کی پتیاں اور بھی زیادہ سبز ہو گئی تھیں۔

چھوٹی بھابی نے ہمیں ایک آدھ آیت پڑھائی۔

کس طرح؟ تھپڑ دکھا دکھا کر اور مینڈھیاں نوچ لینے کی دھمکیاں دے دے کر؟

نہیں بلکہ انتہائی شفقت برتتے اور دلاسا دیتے ہوئے۔ اُن کے لہجے میں ایک ٹھنڈک اور مٹھاس تھی جیسے پیپر منٹ کی ٹکیوں میں ہوتی ہے۔ شاید اس ٹھنڈک اور مٹھاس ہی کا اثر تھا کہ آدھ گھنٹے کے اندر اندر ہمیں سبق یاد ہو گیا حالانکہ بیوی جی کے پاس دو گھنٹوں میں بمشکل چھ سات الفاظ یاد ہوتے تھے اور وہ بھی کچے پکے۔ خیر سبق یاد ہو گیا تو چھوٹی بھابی بولیں:

''اچھا بھئی! اب تمھیں ایک اور بات بتاؤں، جانتی ہو جو تم نے پڑھا ہے اُس کا مطلب کیا ہے؟''

''نہیں تو۔'' لڑکیوں نے جواب دیا ''مطلب ہم کیا جانیں بھلا؟''

''بھئی اس کا مطلب یہ ہے کہ ماں باپ سے اچھا سلوک کیا کرو، سمجھیں؟''

پھر انھوں نے ماں باپ سے حسنِ سلوک کرنے کے متعلق بہت سی دلچسپ باتیں سنائیں۔ انھوں نے ہمیں نیک انسانوں کے حالات بتائے جو والدین کے اطاعت شعار

تھے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اقوال سنائے جن میں ماں باپ سے حسنِ سلوک کرنے کی ہدایت تھی۔ مسلمان بزرگوں میں سے اُن بزرگوں کے حالات بتائے جنہوں نے ماں باپ کی اطاعت کا حق ادا کیا تھا۔ اِن باتوں نے آج کے پڑھے ہوئے سبق کو ہمارے ذہنوں میں اس طرح نقش کر دیا کہ بھلانا چاہیں بھی تو نہ بھلا سکیں، پھر جلدی ہی ہمیں چھٹی بھی مل گئی اور ہم سیپارے اٹھا خوشی خوشی گھروں کو چل دیے۔

گھر جاتے ہی پھٹکار پڑی کہ مکتب سے جلد کیوں بھاگ آئی ہو مگر ہم تو ابھی ابھی ماں باپ کے حقوق کی داستانیں سن کر آئے تھے۔ پھٹکاروں کے عوض میں جلدی جلدی لگے امی کے پاؤں دبانے کہ ان کے تلے سے جنت ڈھونڈ نکالیں۔ اماں بے چاری خوش ہو گئیں۔

پھر دوسرے دن بھی ایسے ہی ہوا اور تیسرے دن اور چوتھے دن بھی۔ بھابی روز ہمیں ایک آدھی آیت پڑھاتیں پھر کہانیوں، واقعات اور حدیثوں سے اس کا مطلب ہمارے ذہن میں اس طرح پیوست کر دیتیں کہ وہ وہاں مستقل جگہ پکڑ لیتے۔ پھر ایک گھنٹے کے اندر ہمیں چھٹی بھی مل جاتی اور اس کے بعد شام تک کوئی پابندی نہ ہوتی۔ چاہے گڑیوں کا بیاہ رچاتے رہیں یا ''گھر گھر'' کھیلتے رہیں یا کہانیاں پڑھتے رہیں۔

بیوی جی گئی تو ایک مہینے کے لیے تھیں مگر وہاں انھیں تین چار مہینے لگ گئے۔ جب وہ واپس آئیں تو دنیا ہی بدل چکی تھی۔ کہاں تو کبھی یہ حال ہوتا تھا کہ سارے دن میں ہم صرف عصر کی نماز پڑھا کرتے تھے وہ بھی اس لیے کہ اس کا وقت بی بی جی کے گھر آتا تھا اور پڑھتے بھی کس طرح تھے؟ کہ بیوی جی پنکھا لیے سر پر کھڑی رہتیں اور ہم کبھی وضو کر کے اور کبھی بغیر وضو ہی نیت باندھ لیتے۔ ہونٹ ہلتے جاتے اور دل سے اس ادھیڑ بن میں مصروف ہوتے کہ اگر نیم کا درخت دھم سے بی بی جی کے سر پر آ رہے تو کیسا مزا آئے!

کہاں تو وہ وقت تھے اور کہاں اب یہ صورت ہو چکی تھی کہ گڑیا کا بیاہ رچا ہوا ہے، باراتی آ کر بیٹھے ہوئے ہیں اور جلد کھانا کھلائے جانے پر اصرار کر رہے ہیں مگر نماز کا وقت آ گیا ہے۔ بس سب کچھ چھوڑ چھاڑ نماز کو کھڑے ہو گئے اور براتیوں کو بھی وضو کرا کر ساتھ کھڑا کر لیا، حالانکہ چھوٹی بھابی نے ہمیں کبھی سر پر کھڑے ہو کر نماز نہ پڑھوائی تھی مگر نماز کے فائدے انھوں نے کچھ اس طرح ذہن نشین کر دیے تھے کہ خود ہی دل پڑھنے کو چاہتا تھا۔ گھروں میں مائیں محسوس کرنے لگی تھیں کہ دختران بلند اختر اب سعادت مند ہوتی جا رہی ہیں۔ چھوٹے بہن بھائیوں کو چپتیانے، ہمسایہ لڑکیوں سے جنگ کرنے اور ملازموں کے بچوں کو پیٹنے سے پرہیز کرنے لگی ہیں اور تو اور اِس اسکول کی جفتیاں مارنے والی اور بنچ پر کھڑا کرنے والی استانی جی نے بھی رپورٹ بھیجی کہ لڑکیوں میں نقلیں اڑانے اور جھوٹ بولنے کا مذاق کم ہو رہا ہے۔

اس تبدیلی کی کوئی وجہ اس کے سوا نہ تھی کہ جہاں پہلے ہماری زبانوں کو قرآن رٹوایا جاتا تھا وہاں اب قرآن ہمارے دلوں میں اتارا جا رہا تھا۔ بی بی جی نے اس تبدیلی کو حیرت سے دیکھا اور انھیں خواہ مخواہ غصہ آ گیا، مگر غصے کے اظہار کے لیے کوئی موقع بھی ہونا چاہیے تھا۔

''کیا یہ کم بختیں صرف ایک گھنٹہ ہی پڑھتی ہیں؟''

بی بی جی نے آخر موقع ڈھونڈ ہی نکال۔ ''تو پھر انھیں یاد کیا ہوتا ہوگا۔ اِدھر آ ری چھمی! سنوں تو تُو نے کیا پڑھا ہے؟''

چھمی بے چاری کی تو سَن سے جان ہی نکل گئی۔ ہم نے آنکھوں ہی آنکھوں میں اسے تسلی دی تو وہ سیپارہ لے کر آگے بڑھی۔ پہلے تو کچھ رکی پھر بیٹھے بیٹھے پانچ چھ رکوع فر فر سنا دیے۔ بیوی جی کھسیانی سی ہو گئیں اور انھیں اور بھی زیادہ زور و شور سے غصہ آ گیا۔

''اچھا جا اب دفع ہو یہاں سے۔''

جب بی بی جی نے کچھ روز بدلے ہوئے حالات کا اندازہ کیا تو اُن کی سمجھ میں نہیں آتا تھا کہ مکتب میں نافذ شدہ اصلاحات کی تعریف کریں یا مذمت۔ آخر وہ ایک دن چلا اٹھیں: ''دلھن! تم نے اِن لڑکیوں کا ناس مار دیا ہے۔ دیکھو تو کم بختیں کیسی کام چور ہو گئی ہیں، اِدھر آئیں اُدھر بھاگیں اور پھر شام تک ہڑونگے مارتی رہیں۔ خیر میرے تو یہ اب قابو میں رہیں نہیں، تمہی نے انھیں بگاڑا ہے تمہی اب سنبھالو بھی۔''

یہ کہہ کر بی بی جی خود چرخہ لے کر دالان میں جا بیٹھیں۔

چرخ چوں گھوں گھوں۔ ☆☆☆

1987ء سے خدمت میں مصروف

پُھلبھری، برص

LEUCODERMA-VITILIGO

تمام جِلدی بیماریوں کا مؤثر اور بے ضرر علاج

سفید داغ قابلِ علاج مرض ہے

STEROIDS FREE
MOST PROGRESSIVE
TREATMENT

ایوارڈ یافتہ' ممتاز معالج
اقدس زیدی
اجمل زیدی کے صاحبزادے
(ماہرِ برص)

کے دورۂ پاکستان کا مستقل پروگرام

کراچی قیام	1 مارچ تا 10 مارچ، 1 جولائی تا 10 جولائی، 1 نومبر تا 10 نومبر فارچون سنٹر آفس نمبر 706 ساتویں منزل شارع فیصل نرسری بالمقابل K.F.C کراچی فون: 69-7012068(021) موبائل: 8566188(0300)	ملتان قیام	12 مارچ تا 17 مارچ، 12 جولائی تا 17 جولائی، 12 نومبر تا 17 نومبر ہوٹل سلور سینڈ، ریلوے روڈ نزد چوک عزیز ہوٹل، ملتان فون: 62-4518061(061) موبائل: 8566188(0300)
لاہور قیام	11 فروری تا 20 فروری، 11 جون تا 20 جون، 11 اکتوبر تا 20 اکتوبر مدینہ ٹاور، آفس نمبر 512 پانچویں منزل، مسلم ٹاؤن موڑ، فیروز پور روڈ، بالمقابل جامعہ اشرفیہ لاہور 0300-8566188	اسلام آباد مستقل پتہ	25 مارچ تا 25 مئی، 25 جولائی تا 25 ستمبر، 25 نومبر تا 25 جنوری مکان نمبر 62 سٹریٹ نمبر 20 سیکٹر G-8-1 تعلیمی چوک (سریا چوک) اسلام آباد موبائل: 8566188(0300)

leucodermatreatment@outlook.com

جبین چیمہ

۱۶

اور میں اپنے وعدے پر پورا اتروں گا!

ایک اور خاتون جس کے کپڑے اس کے اپنے زخموں اور شہیدوں کے لہو سے تر تھے، بولی: ”میرے خاندان کے بتیس افراد شہید ہو چکے ہیں، مگر ان میں سے ہر ایک نے مرنے سے پہلے حماس کی فتح کی دعا کی ہے۔ ہم حماس ہمارے لیے گھپ اندھیرے میں امید کی آخری کرن ہے۔ اللہ اس روشنی کو کفار کی پھونکوں سے بجھنے نہیں دے گا۔ روشنی کا یہ دیا جس میں چند دنوں کے بچے سے لے کر ہر عمر کی عورت اور مرد کا خون شامل ہے۔ یہ ساری دنیا میں اللہ کے دین کی عظمت کے جھنڈے گاڑے گا۔“ وہ نڈھال ہو کر زمین پر بیٹھ گئی۔

”سب سے بڑی بات۔“ فریال بولی: ”جہاد جسے تم لوگوں نے دہشت گردی کا نام دے رکھا تھا جس کا ذکر مسلمان کرتے ہوئے بھی اپنے آپ کو مجرم محسوس کرنے لگے تھے، فلسطینیوں نے اپنا خون دے کر ایک بار پھر اس کی راہیں روشن کر دی ہیں۔ جہاں شہید کا خون گرتا ہے وہاں سے مسلمانوں کی ایک نئی فوج جنم لیتی ہے۔ ہمیں دنیا کی کوئی طاقت ختم نہیں کر سکتی کہ ہمارا حساب اِدھر ڈوبے اُدھر ابھرنے والا ہے۔“

☆......☆

اس نسل کشی کو ڈیڑھ ماہ ہو چکا تھا۔ جب یہودیوں کے اندر سے پر زور احتجاج شروع ہوا کہ حماس کے پاس جو یرغمالی ہیں انھیں رہا کروایا جائے۔ اس زبردست احتجاج کی وجہ سے اسرائیل کو پانچ دن کے لیے حماس کی شرائط پر جنگ بندی کرنی پڑی۔ شرط یہ رکھی گئی تھی کہ ایک اسرائیلی کے بدلے دس فلسطینی رہا کیے جائیں گے، اور ابھی حماس صرف عورتوں اور بچوں کو رہا کرے گا۔

جنگ بندی ہوتے ہی امدادی سامان سے لدے ٹرک غزہ میں داخل ہونے کی کوشش کرنے لگے مگر اسرائیل اتنا سامان اندر لے جانے کی اجازت نہیں دے رہا تھا۔ بہر حال کچھ نہ کچھ سامان اندر پہنچ ہی گیا۔ کچھ بچوں اور شدید بیماروں کو بھی مصر لے جانے کی کوشش کی گئی مگر ننھے بچوں کے علاوہ باقی لوگوں کو روک دیا گیا۔

☆......☆

جنگ بندی کا دوسرا دن تھا۔ سردی عروج پر تھی۔ بادل چھائے ہوئے تھے۔ دن کے دو بجے کا وقت ہو گا جب جنگی قیدیوں کی دوسری بس شمالی غزہ میں داخل ہوئی۔ کچھ لوگ جو اپنے پیاروں کی راہ دیکھ رہے تھے۔ وہ صبح سے اس جگہ جمع تھے جہاں مدتوں کے بعد ان کے پیارے آ رہے تھے۔ عورتوں کے حصے میں سر سے پاؤں تک ڈھکی ہوئی دو مضبوط عورتیں چہرے پر سیاہ نقاب پہنے ان کے ساتھ تھیں۔ خیموں کے لوگ بھی اپنے پیاروں کے استقبال کے لیے بہر کھڑے تھے۔ انہی میں ہی لیلیٰ اور اور ناصر بھی تھے۔ ان کے کچھ ہی فاصلے پر فریال اور طلحہ باقی لوگوں کے ساتھ موجود تھے مگر رش اتنا زیادہ تھا کہ ابھی تک وہ آپس میں مل نہیں سکے تھے۔ فریال دن رات زخمیوں کی تیمارداری میں لگی رہتی۔ وردہ اور ننھا خالد بھی اس کے ساتھ ساتھ تھے اور وہ طلحہ کو بھی ایک منٹ کے لیے آنکھوں سے اوجھل نہ ہونے دیتی تھی۔ وہ کم ہی باہر نکلتی تھی۔ فاطمہ کی موت، اپنی اماں کی موت اور محمد کے لاپتا ہو جانے سے وہ شاید لیلیٰ کی غزہ میں موجودگی بھول چکی تھی مگر آج جب وہ اپنے خیمے سے باہر نکلی تو اچانک اسے لیلیٰ اور ناصر یاد آنے لگے۔

”نجانے زندہ بھی ہیں یا شہید کر دیے گئے۔“

وہ سوچتے ہوئے ہر چہرے میں اپنوں کو کھوجنے لگی۔

بس آہستہ آہستہ اپنی منزل کی طرف بڑھ رہی تھی۔ اور پھر وہ قریب آتے آتے رک گئی۔ جو قیدی بھی اترتا اس کا نام اور اس کا پرانا پتا اونچی آواز میں پڑھ کر بتایا جاتا۔ لوگ دیوانہ وار اپنے عزیزوں اور بچوں کو ملنے کے لیے دوڑتے، عجیب خوشی کا منظر تھا۔ جس کے ساتھ تازہ زخموں سے خون بھی رِس رہا تھا۔ ہونٹوں پر مسکراہٹ تھی مگر آنکھوں سے آنسوؤں کے فوارے بھی جاری تھے۔

لیلیٰ ہر آنے والی کو خاتون اور ہر آنے والے بچے کو آنکھوں ہی آنکھوں میں خوش آمدید کہہ رہی تھی۔ تبھی اچانک اعلان ہوا: ”حلیمہ بنت عثمان بن صفوان!“

ایک لاغر سی بوڑھی عورت بمشکل ایک اور عورت کا سہارا لے کر بس سے نیچے اتری، اور بس سے اترتے ہی سجدہ شکر ادا کرنے لگی۔ اس نے سجدے سے سر اٹھایا تو لیلیٰ ٹھٹکی۔

ان کی ایک بہن حلیمہ بھی تو مدتوں سے قید تھی مگر یہ تو کوئی بوڑھی عورت تھی جس کے سامنے کے دانت ٹوٹے ہوئے تھے۔ وہ ٹھیک سے کھڑی بھی نہیں ہو سکتی تھی۔ اس کے ہاتھ میں کسی نے چھڑی تھمائی تو وہ بمشکل اٹھی۔ ایک پاؤں کے ناخن نہیں تھے جبکہ دوسرے پاؤں کی انگلیاں ٹوٹی ہوئی تھیں۔

آنے والا ہر ایک خستہ حال تھا مگر یہ عورت تو مظلومیت کی ایسی تصویر تھی کہ دیکھنے والی ہر آنکھ بہنے لگی۔ نجانے کس کشش کے تحت فریال، طلحہ اور وردہ کا ہاتھ تھامے آنے والی بوڑھی عورت کی طرف بھاگی۔ اس نے اس کا صرف نام سنا تھا، باقی سارا کچھ لوگوں کی بھنبھناہٹ میں گم ہو کر رہ گیا تھا۔

فریال حلیمہ کے پاس جا کر بیٹھ گئی۔ اس کے ہاتھ میں پانی کی بوتل تھی۔

روزے کے باوجود

اثرؔ جونپوری

کرتے ہیں وہ گناہ بھی روزے کے باوجود
بدلی نہیں ہے زندگی روزے کے باوجود
انساں اسی لیے تو نہیں ہوتا متقی
ابلیس سے ہے دوستی روزے کے باوجود
مقصود راستہ ہی نہیں کیا بہشت کا
مفقود کیوں ہے راستی روزے کے باوجود
صدقِ مقال اکل حلال آج کلعدم
کامل نہیں ہے بندگی روزے کے باوجود
نامحرموں سے رابطہ ہے فیس بُک پہ آہ
جاری ہے یہ مذاق بھی روزے کے باوجود
ایسے بھی کم نصیب مسلمان ہیں کئی
پڑھتے نہیں نماز بھی روزے کے باوجود
نیکی کے ساتھ اس نے کمائے گناہ بھی
جس نے نہیں زکوٰۃ دی روزے کے باوجود
سن کر اثرؔ کے شعر مخاطب نے یوں کہا
کرتے ہیں آپ شاعری روزے کے باوجود

☆☆☆

"پانی پیو۔" اس نے بوتل اس کی طرف بڑھائی۔

"لیلیٰ! وہ دیکھو! وہ فریال تو نہیں؟"

ناصر جو لیلیٰ کو بتائے بغیر ہی کئی دنوں سے فریال کو ہر آنے والے قافلے میں تلاش کرنے کی کوشش کر رہا تھا، چلا اٹھا۔

"ہاں وہ فریال ہی ہے۔" وہ دونوں اس طرف بھاگے۔

"کیا تمھارے سب شہید ہوگئے۔" فریال نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"نہیں! میرا بھائی ابھی زندہ ہے۔" وہ مسکرا دی۔

"فریال۔" لیلیٰ نے اسے دور سے آواز دی۔

"لیلیٰ خالہ!" طلحہ اس کی طرف دوڑا۔ تب تک لیلیٰ بھی قریب آ چکی تھی، اور اب وہ دونوں ایک دوسری سے لپٹی رو رہی تھیں۔

"اس خاتون کا نام حلیمہ ہے۔ میں حلیمہ نام سن کر بھاگی تھی مگر یہ تو بہت ضعیف بوڑھی خاتون ہے، اس کے بھی سب شہید ہو چکے، صرف بھائی زندہ ہے۔ مگر وہ ہے کہاں؟"

فریال نے ارد گرد دیکھا۔

"تت تم لیلیٰ ہو؟ اور تم فریال، میں حلیمہ بنت عثمان ہوں۔"

حلیمہ کھڑے ہونے کی کوشش میں نڈھال ہو رہی تھی۔

"حلیمہ بنت عثمان!؟"

لیلیٰ تڑپ کر حلیمہ کی آنکھوں میں جھانکنے لگی۔

ان آنکھوں میں بچپن کی ایک ننھی سی شبیہ ابھری جو بڑھتے بڑھتے ایک پیاری سی لڑکی میں ڈھل گئی۔

وہ ہراس میں ڈوبی ہوئی غزال آنکھیں وہ اپنوں سے دور لے جاتے وحشی درندے وہ بار بار پلٹ کر اپنے اپنوں کی طرف مدد کے لیے دیکھتی نظریں اور پھر ان کی بے بسی جو دل کو چیرتی تھی۔

"میری بہن حلیمہ!" لیلیٰ اور فریال دونوں روتی ہوئی اس سے چمٹ گئی تھیں۔

"کیا حال کر دیا انھوں نے تمھارا؟" لیلیٰ بولی۔

"بس یہ میرے رب کا امتحان تھا۔ اس کا اجر بھی یقیناً بہت بڑا ہوگا" حلیمہ مسکرائی۔

"اماں کیسے شہید ہوئیں۔"

وہ ان کے ساتھ گھاس پر بیٹھ گئی تھی۔

"انہوں نے ہمارے گھروں پر بہت گولے برسائے۔ اتنے اتنے کہ کوئی اندازہ نہیں کر سکتا۔ بغیر وقفے سے اوپر سے بارود برستا تھا جو نیچے آ کر ہر طرف عمارتیں تباہ کر دیتا۔ آگ بھڑک اٹھتی۔ اماں بھی کئی دن تک عمارت کے نیچے ملبے میں دبی رہیں۔ دبے ہوئے لوگوں کی چیخ و پکار سنائی دیتی تھی۔ مگر اسرائیلی درندے کسی کو ان کے قریب نہیں جانے دیتے تھے۔" لیلیٰ بے آواز رو رہی تھی۔

فریال کی بیٹی فاطمہ بھی شہید ہوگئی۔ بہت پیاری تھی مگر اپنی عمر سے زیادہ بڑی اور ذہین۔" لیلیٰ روتے ہوئے بولی۔

"میں نے تو اسے دیکھا ہی نہیں۔"

حلیمہ کی آنکھوں سے بھی بچھڑ جانے والوں کے لیے قطرہ قطرہ پانی بہنے لگا۔

"اور یہ ناصر بھائی ہیں لیلیٰ کے میاں۔" فریال بولی۔ "لیلیٰ کے بڑے بیٹے ابراہیم نے ابا کے ساتھ عید کے دن جامِ شہادت پیا تھا۔ اب لیلیٰ کی ایک پیاری سی بیٹی غادہ ہے اور ایک بیٹا حمزہ۔"

حلیمہ نے بہت خوش ہو کر ناصر سے علیک سلیک کی، پھر بولی:

"تم سبھی نے قربانیاں دی ہیں، اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔"

حلیمہ کی نظریں دونوں بہنوں کے چہروں سے نہیں ہٹ رہی تھیں۔ طلحہ بھی اس کے ساتھ جڑا بیٹھا تھا۔ اور وردہ اور ننھا خالد بھی ان کے گرد بیٹھے تھے۔

"مگر آپ نے قاسم اور فریال کے میاں عبدالرحمن کی بابت تو پوچھا ہی نہیں۔"

"وہ بھی ان شاء اللہ ملنے تو ضرور آئیں گے۔" حلیمہ پراسرار طریقے سے مسکرائی۔

آنے والے ابھی تک آ رہے تھے اور ان کے پیارے ان سے مل رہے تھے۔ طلحہ آنے والوں کی طرف ٹکٹکی باندھے دیکھ رہا تھا۔ تبھی وہ چلا اٹھا۔

"محمد بھائی!" وہ اٹھا اور بھاگتا ہوا آنے والوں میں گم ہو گیا۔

ناصر بھی اس کے پیچھے دوڑا اور فریال بھی بے اختیار اٹھ کھڑی ہوئی۔

طلحہ اور ناصر محمد کو ساتھ لگائے لا رہے تھے۔ فریال کی آنکھوں نے بار ہا تصور میں نظارہ دیکھا تھا۔ اسے ابھی بھی خواب کا سا گمان ہو رہا تھا۔ اس نے بے اختیار آنکھیں بند کر لیں۔

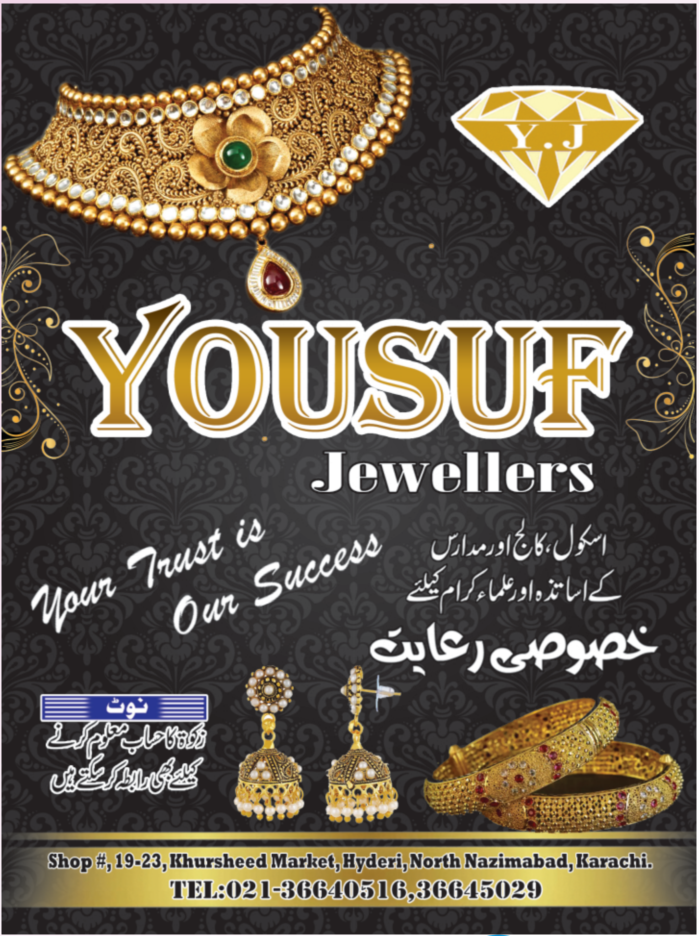

اسے لگ رہا تھا کہ اگر اس نے آنکھیں کھولیں تو یہ منظر بدل جائے گا۔

مگر جب اچانک محمد اس سے لپٹ گیا تو اسے احساس ہوا کہ یہ خواب نہیں حقیقت ہے۔ محمد کے چہرے اور جسم پر زخموں کے نشان تھے مگر وہ ڈرا سہما ہوا نہیں تھا۔

وہ حلیمہ خالہ سے مل رہا تھا۔ ان کے ہاتھوں کو آنکھوں سے لگا رہا تھا۔ ان سب کے نزدیک حلیمہ اتنی اعلیٰ و بلند ہستی تھی کہ دنیا کے بادشاہ اس کے پاؤں کی خاک کے برابر تھے۔ اس نے اپنے رب کی خاطر اس کے دین کی خاطر وہ وہ صعوبتیں برداشت کی تھیں جو کسی کے وہم و گمان میں بھی نہیں تھیں۔

ان کے نزدیک آہستہ آہستہ خواتین اور بچے جمع ہو رہے تھے۔ خواتین حلیمہ کو چوم رہی تھیں۔ وہ اس کے ہاتھوں کو آنکھوں سے لگا رہی تھیں۔ وہ اپنے بچوں کے سر پر اس سے ہاتھ پھروا رہی تھیں کہ وہ بھی اتنے ہی بہادر اور ڈٹ جانے والے ہوں۔

''آج رات ہم سے کچھ لوگ ملنے آئیں گے۔'' محمد فریال کے کان میں منمنایا۔

''اللہ ان کی حفاظت فرمائے۔'' فریال دل ہی دل میں دعائیں کرنے لگی۔

وہ سب عشا کی نماز کے بعد خیمے میں بیٹھے تھے۔ بے غیرتی کی انتہا تھی کہ جانتے بوجھتے عورتوں اور بچوں پر بمباری کی جا رہی تھی۔ نسل کشی اور سربیت کی اس سے بڑھ کر اور کیا انتہا ہو سکتی تھی کہ سب سے پہلے اسکولوں اور اسپتالوں کو نشانہ بنایا گیا، اور پھر اس کے بعد بوڑھوں، بچوں اور عورتوں کو شمالی غزہ کی طرف دھکیلا گیا۔ جہاں پر بھی وہ جمع ہوتے ان پر بارود کی بارش کر دی جاتی۔

فریال حلیمہ اور لیلیٰ بچوں سمیت ایک خالی خیمے کے کونے میں بیٹھی دنیا و مافیہا سے بے خبر حلیمہ اور محمد کی باتیں سن رہی تھے۔

''وہ کہتے تھے کہ ہم تمھیں پھر پکڑ کے لے آئیں گے۔ جب وہ ہمیں قیدیوں والی بس میں بٹھا رہے تھے تو میں نے ایک عورت کو واویلا کرتے سنا۔ وہ چیخ رہی تھی کہ حماس کے لوگوں نے میرے 'بوائے فرینڈ' کو مار ڈالا، اس نے میری بانہوں میں جان دی۔ حرام کاری میں اتنی لتھڑی ہوئی قوم ہے کہ اکثر کے پاس کوئی جائز رشتہ ہے ہی نہیں۔''

حلیمہ بہت دھیمی آواز میں فریال اور لیلیٰ کو بتا رہی تھی۔

''کیا پتا یہ ہماری آخری رات ہو، اور کل ہم سب اپنے امی ابا اور باقی شہداء کے ساتھ جنت میں ہوں۔'' وردہ بولی۔

وہ بھی ان کے قریب ہی بیٹھی تھی۔ ننھا خالد فریال کی گود میں سو چکا تھا۔ باتوں کی آواز سے وہ بار بار جاگ جاتا مگر پھر فریال سے چمٹ کے آنکھیں بند کر لیتا۔

''نہیں ابھی چند دن اور انتظار کرو۔ ابھی تو جنگ بندی کا پہلا دن ہے، اور آج ہی اللہ نے میرے سینے میں ٹھنڈ ڈال دی ہے۔ آج ہم تینوں بہنیں اور میرا پیارا محمد ہم سب اکٹھے ہیں۔''

آج کے ملنے والے راشن میں چند دن کا کھانے پینے کا سامان تھا۔ وردہ کو قہوہ بنانے، پینے اور پلانے کا بہت شوق تھا۔

''میں آپ سب کے لیے قہوہ بناؤں؟'' وہ اٹھتے ہوئے بولی۔

خیمے کے کونے میں اینٹوں کا چولہا انھوں نے بنا لیا تھا، جس کے اوپر کیتلی رکھی تھی۔ اس کے قریب ہی ننھی سی ٹرے میں پانچ چھے قہوے کی چھوٹی چھوٹی پیالیاں پڑی تھیں۔ وہ لوگ جب اس کیمپ میں آئے تھے تو اس خیمے کے سبھی لوگ شہید ہو چکے تھے، تب سے وہ لوگ یہیں تھے۔

وردہ قہوہ پھینٹ رہی تھی، تب ایک شخص کمبل اٹھائے ہوئے کھانستا ہوئے خیمے میں داخل ہوا۔

''پردہ، پردہ۔'' فریال اور لیلیٰ نے شور مچا دیا۔ ''یہاں صرف عورتیں اور بچے رہ سکتے ہیں، غیر محرم نہیں۔''

اچھا جی تو اب ہم سے بھی پردہ ہوگا۔''

کمبل کے نیچے سے قاسم چہرہ باہر نکال کر چہکا، پھر وہ زور سے بولا:

''میری پیاری بہن حلیمہ!''

پھر دوڑ کر حلیمہ اور اپنی بہنوں کے پاس پہنچا۔

عبدالرحمن پردے کی وجہ سے خیمے سے باہر دوسری طرف چہرہ کیے کھڑا تھا۔ فریال نے دیکھ لیا تھا۔ چند لمحے تک بے یقینی سے اسے دیکھتی رہی اور اس کے پاس جا پہنچی۔ فرطِ جذبات سے اس کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔

''ہم نے فاطمہ کو کھو دیا۔'' فریال سسکتے ہوئے بولی۔ ''اور ہماری اماں بھی چلی گئیں۔''

وہ قاسم کی طرف مڑی۔

''اس میں رونے والی کیا بات ہے؟ آج نہیں تو کل، کل نہیں تو پرسوں ہم بھی ضرور ان سے جا ملیں گے۔ اتنی عارضی جدائی پر رونے والی تو کوئی بات نہیں۔ دیکھو آج ہم سب اکٹھے ہیں۔ چند منٹوں کے لیے یا چند گھنٹوں کے لیے۔ اس وقت کو خوشی سے گزارو۔''

عبدالرحمن نے فریال کا کندھا تھپکا۔ وہ دونوں باقی لوگوں سے تھوڑے فاصلے پر جا بیٹھے تھے۔

(جاری ہے)

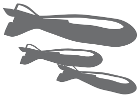

حکمت کے موتی

☆ مسلمان کی رنجش کا خاتمہ ''السلام علیکم'' ہے۔

☆ لمبی زبان زندگی کو مختصر بنا دیتی ہے۔

☆ حکمت ایک درخت ہے جو دل میں اگتا، دماغ میں پلتا اور زبان پر پھل دیتا ہے۔

☆ تاریکی میں روشنی پیدا کرو کیونکہ تاریکی کسی کے کام نہیں آتی۔

☆ گالی وہ گولی ہے جو ہم منہ سے چلاتے ہیں۔

☆ تکبر سے اکڑی ہوئی گردن دشمن کے نشانے کو واضح کر دیتی ہے۔

☆ صغیرہ کا اصرار کبیرہ تک اور کبیرہ کا اصرار کفر تک پہنچا دیتا ہے۔

☆ اصولوں کی خاطر لڑنا آسان ہے اور اصولوں پر چلنا مشکل۔

☆ کامیابی کا چیک محنت کے بینک سے کسی بھی وقت کیش کروایا جا سکتا ہے۔

(شمسہ فراز۔ کراچی)

یاشافی

انیسہ عائشہ
کوٹ رادھاکشن، قصور

سر میں اٹھتے درد کا ہلکا ہلکا احساس اسے بے چین کیے دے رہا تھا۔

اُس نے سوچا کہ آج ناشتا کرنے میں بہت دیر ہوگئی شاید اس لیے سر میں درد ہے۔

اُس نے اپنے لیے من پسند تگڑا سا ناشتا تیار کیا اور تسلی سے بیٹھ کر ناشتہ کرنے لگی۔ ناشتے کے بعد کچھ درد کا احساس کم ہوا مگر پھر جلد ہی دوبارہ کنپٹیاں سلگنے لگیں۔

وہ ذہن پر زور ڈالتے کوئی اور وجہ تلاش کرنے لگی۔

''شاید گرمی کی وجہ سے حبس ہو رہا ہے تو گرمی دماغ کو چڑھ گئی ہے۔''

وہ غسل کے لیے چلی گئی۔ غسل کر کے راحت تو بہت ملی مگر درد بدستور موجود تھا۔ اب اس نے چائے بنائی، سر درد کی گولی نگلی اور چائے کا مگ اٹھائے سیڑھیوں پر آبیٹھی۔

کچھ ہی دیر میں درد غائب ہو چکا تھا۔ اس نے سکون کا سانس لیا، مگر یہ سکون آدھے گھنٹے سے زیادہ نہ رہا۔ اب وہ سوچنے لگی اور پھر اسے سر درد کی ایک اور وجہ مل چکی تھی۔ ''رات ایک بجے سوئی تھی، نیند پوری نہیں ہوئی ہے اسی لیے درد ہو رہا ہے۔''

وہ بستر پر جا لیٹی۔ آدھ پون گھنٹے سوتی جاگتی کیفیت میں وہ کروٹیں پلٹتی رہی، آخر کار اس کی برداشت ختم ہوگئی تو وہ اٹھی اور امی کے سامنے جا کر رو دی۔

''مجھے ڈاکٹر کے پاس جانا ہے، ابھی لے کر چلیں۔''

بیس منٹ بعد وہ ڈاکٹر کے کلینک پر موجود تھے۔ ڈاکٹر نے مسئلہ سنا اور دوا لکھ دی۔ اس نے وہیں دوا لے لی۔ گھر آ کر امی نے اسے دودھ کا گلاس تھمایا اور ہدایت کی کہ وہ لیٹ جائے۔ ذہن کو سکون ملے گا تو درد ٹھیک ہو جائے گا۔ دوا کے زیر اثر کئی گھنٹے مدہوش رہنے کے بعد امی نے اسے اٹھایا تو درد بھی ساتھ جاگ اٹھا۔

اب آہستہ آہستہ درد دائیں کنپٹی سے ہوتا دائیں آنکھ میں سرایت کرتا جا رہا تھا۔ اسے آنکھ کھولنے میں بھی دشواری ہونے لگی تو اسے گھبراہٹ ہونے لگی۔

رات سر پر آگئی۔ مارے باندھے اس نے عشاء کی نماز ادا کی اور ایک اضطراب کی حالت میں وہ بی جی کے پورشن میں چلی آئی۔

''کیا ہوا بیٹی؟'' اس کا اترا ہوا زرد چہرہ دیکھ کر وہ بھانپ گئیں۔

وہ ان کی گود میں سر رکھ کر رو پڑی:

''بی جی! صبح سے سر میں درد ہو رہا ہے۔ ہر ترکیب آزما لی، ڈاکٹر کو بھی دکھا دیا مگر یہ ہے کہ کم ہونے کی بجائے بڑھتا جا رہا ہے۔ اب تو آنکھ میں بھی درد ہو رہا ہے۔''

''تم نے دعا کی تھی؟ اسباب کے درجے میں تم نے سارے حربے آزما لیے تو اب صرف اللہ سے مانگو۔ اب اللہ تعالیٰ ہی تم کو شفا دیں گے، دعا کرو۔''

''دعا سے ٹھیک ہو جائے گا؟''

اس نے غائب دماغی میں بے یقین سی نظروں سے ان کی جانب دیکھا۔

''ارے کیوں نہیں، ان شاءاللہ شفا ملے گی۔ پورے دل کے ساتھ مانگو۔''

اس کا سر سہلاتے، دعا کے فضائل سناتے وہ اس کا یقین اللہ تعالیٰ پر مضبوط کر رہی تھیں۔ اس نے ان کی باتوں کے زیر اثر شدت سے تڑپ کر دعا مانگی۔

''اللہ میاں جی! شفا دے دیجیے۔ پلیز مہربانی کر کے مجھے سکون دے دیجیے۔ بہت درد ہو رہا ہے اللہ جی۔'' دو آنسو اس کی آنکھوں سے لڑھک کر گال پر بہ گئے اور اسی لمحے اس کی گھبراہٹ اور اضطراب ختم ہو گیا، وہ پرسکون ہوگئی۔

''لاؤ تمھیں دَم کر دوں۔''

وہ نرم انگلیوں سے اس کا سر سہلاتے ہوئے زیر لب کچھ پڑھ رہی تھیں۔ اسے ان کے ملتے ہوئے لب دکھائی دے رہے تھے۔ اسے درد میں افاقہ ہوتا ہوا محسوس ہوا۔ دم کے بعد بھی انھوں نے اس کا سر دبانا جاری رکھا۔ تھوڑی دیر بعد وہ ان کے بستر پر بے خبر سو رہی تھی۔

اگلی صبح اس کی آنکھ کھلی تو دادی کے بستر پر خود کو دراز پایا۔ وہ بے حد تازگی محسوس کر رہی تھی۔ تکلیف دور ہوئی تو اس نے کل سے طاری سستی کو اتار پھینکا۔ کئی گھنٹوں میں چستی سے گھر کے کام نمٹانے کے بعد ہشاش بشاش سی وہ بی جی کی طرف چلی آئی۔

''بی جی! پہلے تو سنا تھا آج تو یقین ہو گیا کہ آپ کے پاس سے شفا ملتی ہے۔''

''توبہ توبہ بالکل غلط! میرے پاس سے نہیں اللہ رب العزت کے ہاں سے شفا ملتی ہے، بیٹا!''

''جی جی بالکل، میرا وہی مطلب تھا۔'' وہ جلدی سے بولی۔

''میرا تو کچھ بھی کمال نہیں۔ بس کلام اللہ پڑھ کر دَم کیا اور تم نے دعا کی تو تم اچھی ہوگئیں۔''

''آپ کی بات ٹھیک ہے مگر کلام اللہ میں سے بھی کوئی خاص آیت، کوئی خاص ورد کچھ تو خاص جزو ہوگا نا آپ کے دَم کا۔ مثال کے طور پر ہم جب کسی شیف یا کک کا کھانا کھاتے ہیں تو اس کے خاص ذائقے کے پیچھے کیا خاص وجہ چھپی ہے۔ اس کو جاننے کے لیے متجسس رہتے ہیں تو وہ ہمیں اپنا راز بتاتے ہیں۔''

''تو تم خاص جزو کے بارے میں جاننا چاہتی ہو تو سنو میرے دَم کی ترکیب میں اہم عنصر اور لازمی جزو ہے، یقین کامل!'' اس بار ان کا لہجہ بارعب تھا۔

''اور یہی عنصر ہی دعا کو مستجاب بناتا ہے، دعا جو کسی بھی دَم سے زیادہ طاقت ور ہے! جب تک اللہ تعالیٰ پر مکمل یقین نہیں ہوگا تو ساری دعائیں اور دم درود بے اثر ہو جائیں گے۔''

''اللہ تعالیٰ پر پختہ یقین۔'' اس نے آہستگی سے دہرایا۔

''ہاں اللہ تعالیٰ کے شافی ہونے پر پختہ یقین ہوگا تو ہر آیت، کلام اللہ کا لفظ لفظ کلام شفا بن جائے گا۔ اور کلام اللہ کی آیات پر ہی کیا موقوف گر یقین پختہ ہو تو یاشافی کو ایمان و ایقان سے پکارنے پر بھی شفا اترتی محسوس کرنے لگو گی۔''

''شفا کا نسخہ 'شافی' پر ۱۰۰ فیصد یقین۔'' اس نے اس سبق کو دماغ میں محفوظ کر لیا۔

''ساری بات یقین کی ہے۔ باقی رہی میرے پاس آنے والوں کی تو آدھے وہم کے مریض ہوتے ہیں، جب انھیں یقین حاصل ہو جاتا ہے تو تندرست ہو جاتے ہیں۔ باقی واقعی بیماروں کو بھی مسنون علاج اور یقین سے بھرپور دعا سے کامل شفا مل جاتی ہے، باقی میں کیا اور میری اوقات کیا۔'' وہ پھر سے اپنے عاجزانہ خول میں سمٹ گئیں۔

اسے بھی اپنے مرض کا ادراک ہو گیا کہ وہ بھی وہم کی آدھی مریضہ تھی۔ اس نے ہر تجربے کو اس نیت سے آزمایا کہ شاید شفا مل جائے۔ اگر یقین پختہ ہوتا تو وہ اول وہلے میں ہی پورے یقین کے ساتھ دعا کرتی اور پھر سنت کی اتباع میں علاج کی طرف متوجہ ہوتی۔

جویریہ ظہور۔ کبیر والہ

چوتھی بار

ہم خوشی خوشی مرغ پلاؤ کے لیے پیاز کاٹ رہے تھے جب بابا جان کی آواز آئی:

’’بیٹا! ایسا کرو آج مرغ پلاؤ کی بجائے بریانی بنالو۔‘‘

بابا جان کی فرمائش سن کر ہمارے ہاتھوں سے چاقو چھوٹا اور ہماری ہر پریشانی کا وظیفہ یعنی درود پاک زبان پر جاری ہوگیا، کیونکہ شاید بابا جان کو ہماری پہلے تین بار بریانی کے نام پر بنائی جانے والی عجیب وغریب چیز بھول گئی تھی مگر خود ہمیں بہت اچھی طرح یاد تھی۔

جب ہم نے پہلی بار بریانی بنائی تھی تو اسے دیکھ کر مما نے کہا تھا کہ بہت اچھی بنی ہے۔ بس گھوٹنا چلانے کی کمی رہ گئی ہے۔ تھوڑی سی وہ بھی چلا دینا تھا، اور بہن بھائیوں نے ایک دوسرے کو دعوت دی تھی کہ آپی نے نمکین کھیر بنائی ہے جس جس نے کھانی ہے آجاؤ، پھر مزے کی بات اسی وقت مہمان بھی آگئے تھے اور شدید بارش کے باعث باہر سے کچھ لانا ممکن نہیں تھا تو ان کو بھی مما نے بادل نخواستہ وہی بریانی کھلائی تھی۔ وہ تو اللہ کا شکر ہے کہ مہمان تھے صرف مرد جو گھر کی بات گھر ہی میں رہ گئی، اگر خواتین ہوتی تو خاندان بھر میں ہمارے سگھڑاپے کے ضرور چرچے ہوتے۔

اور جب دوسری بار بریانی نامی چیز بنائی تھی تو خالو نے کہا تھا: ’’بیٹا! ماشاء اللہ آپ نمک میں بہت اچھے طریقے سے چاول ڈال لیتی ہیں......!‘‘

مگر پھر بھی ہم نے بریانی سے ہار نہ ماننے کی ٹھانی اور تیسری بار پھر بریانی بنا ڈالی اور اس بار پچھلی دونوں بار کے تجربوں کے پیش نظر ہم نے مصالحے ڈالتے وقت بھی ہاتھ ہلکا رکھا اور چاول ابالتے ہوئے بھی، جس کے نتیجے میں نہ ہونے کے برابر مصالحے اور کچے کچے چاولوں کی صورت میں کوئی پرہیزی کھچڑی ٹائپ شے سامنے آئی تھی۔ چونکہ اس بار فرمائش ماموں کی تھی تو انھوں نے نجانے کس دل سے تھوڑی سی تعریف بھی کردی تھی۔

خیر اب بات کرتے ہیں چوتھی بار بریانی بنانے کی جس کی فرمائش بابا جان نے کی تھی اور بابا جان کی کسی بھی بات سے انکار کرنا ہماری ان سے محبت کو گوارا نہیں ہوتا۔ سو اس بار بھی ہم میدان میں اتر آئے اور دل ہی دل میں اللہ تعالیٰ سے مدد طلب کرتے ہوئے موبائل اٹھایا اور مما کو کال کرکے نئے سرے سے بریانی کا مختصر سا طریقہ پوچھا اور اللہ کا نام لے کر چاول ابلنے رکھ دیے اور خود بریانی کے قورمے کا سامان تیار کرنے لگے۔ ابھی چاول ابل ہی رہے تھے کہ دروازے کی گھنٹی بجی اور ہم نے دل تھام لیا کہ یا اللہ! آج کوئی مہمان نہ آجائیں، کیونکہ پہلے تینوں دفعہ مہمانوں کو بھی ہماری بریانی کھانے کا شرف حاصل ہوا تھا۔

اس بار بھی مگر ہوا وہی جو منظور خدا تھا۔ بابا جان کی ادب اور خوشی کے ملے جلے جذبات کے ساتھ سلام کرنے کی آواز آئی اور انھوں نے اندر آکر بتایا کہ تمھارے دادا ابو کے خالہ زاد بھائی آئے ہیں۔

’’یا اللہ! آج تو بہت اچھی بریانی بن جائے۔ اگر ان بابا جی کو اپنے مرحوم دانا بھائی کی نسل کے پھوہڑپن کا علم ہوا تو انھیں کتنا دکھ ہوگا۔‘‘

ہم دل میں اللہ سے دعا کرتے ہوئے قورمہ بنانے میں مصروف ہوگئے۔ ابھی قورمہ تیار نہیں ہوا تھا کہ ایک بار پھر سے دروازے کی گھنٹی بجی اور دو پھپھو کے شوہر اندر داخل ہوئے۔

’’یا اللہ! کیا آج ہمارے سگھڑاپے کا بھانڈا دادا ابو کے عزیزوں کے سامنے ہی پھوٹنا ہے۔‘‘

ہماری زبان مزید تیزی سے درود شریف پڑھنے لگی اور ہاتھ بھی گھبراہٹ میں الٹے سیدھے چلنے لگے۔ ابھی ہم بریانی کو دم لگا رہے تھے کہ مما بھی گھر آگئیں۔ انھوں نے تھوڑی سی تسلی دی اور دم دینے میں مدد بھی۔ پھر وہ وقت بھی آہی گیا جب دم کھلنا تھا۔

ہم نے پتیلا اٹھا کے مما کے سامنے رکھا اور خود دل میں درود شریف پڑھنا شروع کردیا۔ مما نے دم کھولا اور چاول اچھے سے ملا کر پلیٹوں میں ڈالنے شروع کیے تو ہم نے اللہ کا شکر ادا کیا کہ شکل سے تو اصلی والی بریانی ہی لگ رہی تھی۔ پھر ہم اپنی پلیٹ سامنے رکھے سب کے منہ کی طرف دیکھ رہے تھے۔ چکھنے کے بعد سب سے پہلے مما نے کہا کہ اس دفعہ بریانی بہت اچھی بنی ہے ماشاء اللہ۔ باقی سب نے بھی دل کھول کر ان کی تائید کی اور آخر بابا جان نے آکے کہا کہ بھئی آج تو ہوٹل والوں کے جیسی بریانی بنائی ہے۔ بہت مزے کی بنی ہے ماشاء اللہ۔

بس پھر کیا تھا ہم نے اٹھ کر فوراً خوشی خوشی شکرانے کے نفل پڑھے اور اللہ تعالیٰ کا خوب شکر ادا کیا۔ کیونکہ یہ راز تو وہی جانتے تھے کہ ہم نے چپکے چپکے ان سے کتنی دعا مانگی تھی اس بار اور انھوں نے فوراً قبول بھی کرلی تھی۔

اللہ تعالیٰ جی! ایک بار پھر آپ کا بہت بہت شکریہ......! ☆☆☆

پیاری لڑکی!

’’یہ دنیا ہے پیاری لڑکی! دنیا کی آبادی آٹھ ارب تک پہنچ چکی ہے اور ان آٹھ ارب لوگوں میں سے کوئی سو ہزار لوگ تمھیں دیکھنے کی رسم پر رد کر گئے ہیں تو اسے دل پر مت لو، اسے عمر بھر کا روگ نہ بناؤ، اسے زندگی کا وہ لمحہ مت سمجھو کہ بس اب قیامت ہے اور کچھ نہیں۔

منگنی ٹوٹ گئی تو بھی زندگی ختم نہیں ہوئی۔ صرف سہاگ والی عورت کا سہاگ اجڑے تو اسے چار ماہ کا سوگ منانے کی اجازت ملتی ہے، ورنہ تو باپ بھی مرجائے تو سوگ تین دن کا ہوتا ہے۔ چوتھے دن صحابیات خوشبو لگا لیا کرتی تھیں کہ مزید سوگ کی اسلام اجازت نہیں دیتا۔ تم ایک رشتہ رد کر جانے والوں کے سوگ میں ہفتہ دس دن سے مایوسی میں پڑی ہو۔ یہ تو غلط بات ہے پیاری! اٹھو امید کی خوشبو لگاؤ، امنگ کی آرائش اور نشاط کا سنگھار کرو۔ اٹھو اپنے بکھرے بال سمیٹو، کسی اچھے فیس واش سے ٹھنڈے پانی کے ساتھ چہرہ دھوؤ، کوئی اچھی سی مساج کریم لگا کر چہرے کا مساج کرو، ہاتھ پیر صاف کرو، اچھے کپڑے پہن کر اچھی سی کڑک چائے بناؤ، من پسند کافی یا کچھ بھی من بھاتا بنا کر کھاؤ پیو، اچھی کتابیں پڑھو اور پھر ان اسباب پر غور وفکر کرو جن کی وجہ سے رد کردیا گیا۔

اگر تو وہ خامیوں کے زمرے میں آئیں تو ٹھیک کرو، اگر دیکھنے والی آنکھ میں خامی ہو تو دفع کرو اور سوچو تم میں خامی یا کمی نہیں تھی، اسی آنکھ میں موتیا تھا جس نے تمھارے محاسن نہیں دیکھے۔

خود کو اس قید اور احساس سے نکالو کہ ’’اتنے‘‘ دیکھ کر گئے، کسی ایک نے بھی پسند نہیں کیا......!

بھئی یہ آٹھ ارب کی آبادی ہے، اس میں سے اللہ میاں نے تمھارے لیے تمھارے نصیب میں فقط ایک شخص لکھا ہے۔ تم تک پہنچتے پہنچتے نجانے اسے کتنا وقت لگنا ہے۔ انتظار کرو، صبر کرو اور پیاری لڑکی سوگ منانا چھوڑ دو۔ نہ قیامت آئی ہے، نہ اتنی سی بات پر قیامت آیا کرتی ہے۔ تم اپنی قیامت نہ لاؤ اور پرسکون ہوجاؤ، خیر ہوگی ان شاء اللہ تعالیٰ۔

کرن سلطان ڈھلوں

ایک دلخراش واقعہ

انتخاب: اقرأ فرید۔پنڈی گھیپ

نامور سعودی عالمِ دین الشیخ سلمان عودہ کی اہلیہ کا سڑک حادثے میں انتقال ہوگیا تو وہ بہت غمزدہ ہوئے۔ان کے غم واندوزہ کی کافی شہرت بھی ہوگئی۔ چند دن بعد شیخ کو اہلیہ مرحومہ کی کسی سہیلی کا ایک خط موصول ہوا،جس کا مضمون کچھ یوں تھا:

''السلام علیکم یا شیخ! میں آپ کی اہلیہ ام معاذ کی بچپن کی سہیلی ہوں۔ مجھے ان کی وفات کا سن کر دلی صدمہ ہوا۔معلوم ہوا کہ آپ بھی اہلیہ کے فراق پر شدید صدمے سے دوچار ہیں۔ مناسب سمجھا کہ آپ کو اپنا قصہ سناؤں،شاید آپ کو صبر آ جائے۔

وہ رمضان کا ستائیسواں روزہ، ۱۴۳۱ھ کا دن تھا۔ہم سب اہلِ خانہ عمرے کے سفر پر ریاض سے مکہ مکرمہ روانہ ہوگئے۔یوں تو سب کی اپنی اپنی گاڑیاں تھیں،لیکن بس تقدیر نے اس دن یہ فیصلہ کروایا کہ ایک ہی گاڑی میں جائیں گے۔دونوں بھائی بھی ہمارے ساتھ ابو کی گاڑی میں بیٹھ گئے۔ میں، والدین، دو بھائی اور دو بہنیں کل سات افراد کا قافلہ دوپہر کو ریاض سے روانہ ہوگیا۔ پہلے سے طے تھا کہ مکہ پہنچنے تک ہر کوئی ایک قرآن ختم کرے گا، اس لیے سب تلاوت میں لگ گئے۔ یہ ہمارا معمول تھا کہ لیکن اس دن سب پر ایک عجیب کیفیت طاری تھی۔ میری بہن تلاوت کرتی جا رہی تھی اور اس کے آنسو جاری تھے۔ سبھی کا یہ حال تھا لیکن آج سب پر یہ رقت کیوں طاری ہے؟ کچھ سمجھ میں نہیں آ رہا تھا۔

اسی دوران والد پر شاید اونگھ طاری ہوگئی۔ وہ تیز رفتاری سے ڈرائیونگ کر رہے تھے۔ گاڑی بے قابو ہوکر ایک اونچی کھائی سے نیچے جا گری۔ نیچے کئی سوفٹ گہری کھائی تھی۔ گاڑی قلابازیاں کھاتی نیچے جا رہی تھی کہ میں تقدیر الٰہی سے کھڑکی سے باہر نکل کر جھاڑی پر گر گئی۔ باقی افراد گاڑی سمیت وادی کی گہرائی میں گر گئے۔ یہ حادثہ عین افطار کے وقت پیش آیا۔ہم سب روزے سے تھے۔

کچھ دیر بعد جب مجھے ہوش آیا تو بمشکل جھاڑیوں سے باہر نکلی۔ بدن کی کئی ہڈیاں ٹوٹ گئی تھیں۔ میں گرتی پڑتی اور گھسٹتی اپنے اہلِ خانہ کو ڈھونڈنے لگی۔ چیخ بھی رہی تھی، لیکن اس ویرانے میں کوئی جواب دینے والا نہیں تھا۔تب تک اندھیرا بھی چھا چکا تھا۔جنگلی جانوروں کی آوازیں آنا بھی شروع ہو چکی تھیں۔جن سے ماحول میں پراسراریت اور ہیبت چھا چکی تھی۔

بالآخر میں گاڑی تک پہنچ گئی۔ پہلے بھائیوں کے پاس جا کر انھیں ٹٹول کر دیکھا تو دونوں دنیا سے رخصت ہو چکے تھے، پھر ماں کے پاس گئی تو وہ بھی اپنے عبایا کو ہی کفن بنا کر دنیا کو الوداع کہہ چکی تھیں۔ یہی حال بہنوں کا تھا۔ان سب کی شہادت کی انگلی اٹھی ہوئی تھی۔ والد صاحب کو ہلا کر دیکھا تو وہ زندہ تھے،غم کی اس انتہا میں بھی میری خوشی کا کوئی ٹھکانا نہ رہا کہ کوئی تو بچا ہوا ہے۔ میں نے انھیں سینے سے لگایا،لیکن ان کی بھی سانسیں اکھڑ رہی تھیں، کہا

ہر قسم کے سائیڈ ایفیکٹ سے محفوظ مکمل قدرتی اور ہربل فارمولا

فطرت سے علاج
HOLISTIC SOLUTIONS
Cure with Nature

TIKANIZO

ڈپریشن، بے چینی
نیند کی کمی
دل کی گھبراہٹ
منفی خیالات، وہم
تمام نفسیاتی بیماریوں کا ہربل علاج

CASH ON DELIVERY

for personal contact
+92310-8154272
holisticsolution.pk

کہ میری آخری وصیت یہ ہے کہ کسی طرح روڈ پر پہنچ کر کسی کو مدد کے لیے پکارو۔ یہاں اکیلی مت رہو، یہاں جنگلی کتے بہت ہوتے ہیں۔ کچھ دیر بعد وہ کلمۂ شہادت پڑھتے ہوئے دنیا سے رخصت ہوگئے۔ اب میں اکیلی رہ گئی تھی۔ باقی چھ جان سے پیاروں کی لاشیں، میں خود زخموں سے چور چور۔ سڑک پر جانے کی کوشش کی، تو پہاڑ پر چڑھنا ممکن نہ تھا۔ سو میں گر کر بے ہوش ہوگئی۔

وہ رات اور اگلا پورا دن گزر گیا۔ عصر کے وقت کسی چرواہے کی نظر پڑی تو اس نے متعلقہ حکام کو ہمارے بارے میں مطلع کیا اور ہیلی کاپٹر سے ہمیں ریسکیو کیا گیا۔ میں اگلے 'پانچ ماہ' تک بے ہوش رہی۔ دو سال تک کینیڈا میں میرا علاج ہوتا رہا۔ سر اور گردن کی ہڈیاں ٹوٹ گئی تھیں۔ ریڑھ کی ہڈی میں بھی فریکچر آیا تھا۔ اس حادثے میں، میں بانجھ بھی ہوگئی اور نعمتِ اولاد سے ہمیشہ کے لیے محروم۔ میرے کئی آپریشن ہوئے اور اب الحمدللہ! ریاض واپس آکر نئی زندگی شروع کی ہے۔

اور ہاں! یہ بات تو بتانا بھول ہی گئی کہ ایک ہفتے بعد میرے دونوں بھائیوں کی شادی تھی۔ تمام تیاریاں مکمل تھیں۔ والد صاحب نے کہا تھا کہ شادی سے پہلے سب عمرہ کر آتے ہیں۔ بھائیوں کی شادی کے جوڑے اب بھی میرے پاس محفوظ ہیں۔

یا شیخ! اس واقعے کے باوجود میں ہر حال میں اللہ کا شکر ادا کرتی ہوں۔ میں نے یہ قصہ آپ کو اس لیے سنایا تاکہ یہ بتا سکوں کہ مصیبت سہنے والے، پیاروں کی جدائی کا صدمہ اٹھانے والے اکیلے آپ نہیں ہیں۔ یہ دنیا کا ازلی دستور ہے لیکن ہمیں ہر حال میں صبر کا دامن تھامے رکھنا ہے۔

(واضح رہے کہ شیخ سلمان عودہ ۲۰۱۷ء سے زیرِ حراست ہیں)

☆☆☆

کچھ چنگ چی کے بارے میں

☆ اس میں بیٹھنے والوں کو دن میں تارے نظر آجاتے ہیں۔

☆ اس کا دایاں ٹائر بڑا اور دوسرا اس کے برابر ہوتا ہے۔

☆ چنگ چی کا کوئی نعم البدل نہیں۔

☆ یہ اپنے سوار کو خوشی کے مارے اچھالتا رہتا ہے۔

☆ اس میں بیٹھنے والوں کو مفت میں جھولے مل جاتے ہیں۔

☆ جتنا اتحاد چنگ چی میں بیٹھنے والے رکھتے ہیں کہ جھٹکے لگتے ہی ایک دوسرے کو تھام لیتے ہیں۔ کاش ایسا ہی اتفاق سیاستدانوں میں ہوجائے۔

☆ اس کی ''سریلی'' آواز سے شاید قبرستان کے مردے بھی جاگ جائیں۔

☆ یہ کمائی کا ذریعہ ہے وہیں یہ لوگوں کا ایمان بھی مضبوط کرتا ہے۔

☆ چنگ چی سے اترنے کے بعد بندہ خدا کا لاکھ لاکھ شکر ادا کرتا ہے۔

فریال طارق

دینی مدارس اور اسلامی سکولز کی طالبات اور گھریلو خواتین کے لیے امورِ خانہ داری کے سلسلے کی راہنما کتاب

مختلف دینی مدارس میں شامل بطور نصاب کتاب

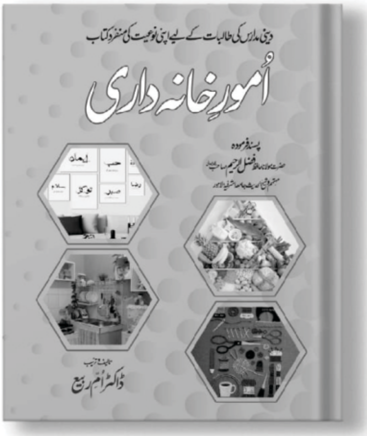

- گھرداری کی اہمیت کا احساس پیدا کرنے والی تحریر
- ٹائم مینجمنٹ اور گھریلو بجٹ بنانے کی تربیت
- بدن، گھر اور کچن کی صفائی و آرائش کی تربیت
- لباس کی دیکھ بھال، خریداری اور سلائی کا بنیادی طریقہ
- غذا کے بنیادی اجزا اور تیاری کے بنیادی اصول
- گھروں میں پکنے والے عمومی کھانوں کی آسان ترکیبیں
- افرادِ خانہ کی دیکھ بھال کی تربیت

درسی کتاب کی طرز پر اسباق اور مشقی سوالات پر مرتب شدہ

پسند فرمودہ: حضرت مولانا فضل الرحیم صاحب دامت برکاتہم العالیہ مہتمم و شیخ الحدیث جامعہ اشرفیہ، لاہور

زیرنگرانی: حضرت مولانا محمد یوسف خان صاحب مدظلہ ناظم تعلیمات و استاذ الحدیث جامعہ اشرفیہ، لاہور

اعلیٰ پیپر معیاری پرنٹنگ

0304-5006000

رعایتی قیمت صرف -/350

موازنہ میکہ وسسرال

عائشہ تنویر

اکثر لڑکیوں کو سسرال کے مقابلے میں اپنے میکے کی چیزیں زیادہ اچھی لگتی ہیں، چاہے سسرال کی وہ چیزیں کتنی ہی اچھی ہوں مگر ان کا ہر وقت کا میکے سسرال کا موازنہ چلتا رہتا ہے!

ایسی ہی ایک نئی نویلی دلھن کا سہیلی کو واٹس ایپ میسج

تمھارا میسج میں نے کل ہی دیکھ لیا تھا، مگر جواب دینے کی فرصت نہ ملی۔ دراصل مجھے اپنا اسٹیٹس اپلوڈ کرنا تھا اور یہاں کا انٹرنیٹ بھی تو بہت سلو ہے تو اسی میں اتنا وقت لگ گیا کہ پھر میسج کرنے کا وقت نہیں رہا۔ اب تم بھی اپنے دولھا بھائی کی طرح سنانے نہ بیٹھ جانا کہ شادی سے پہلے تو فری فیس بک اور واٹس ایپ کے پیکج ڈھونڈتی تھی اور اب یہ نخرے!

نخروں کی بات نہیں، بس یہاں سگنل ہی کا مسئلہ ہے، امی کے گھر تو بہت اچھے سگنل آتے تھے۔ خیر تمھارا میسج دیکھ کر سچ دل بہت خوش ہوا۔ تمھیں میری فکر ہو رہی تھی مگر یہاں سب بہت اچھے ہیں۔ میرا بہت خیال رکھتے ہیں۔ وہ بھی اور ان کے گھر والے بھی۔ اسٹیٹس کا پوچھ رہی تھی تم کہ شاید تمھیں بلاک کر کے لگاتی ہوں۔ نہیں بھئی، تمھیں کیوں بلاک کروں گی؟ بس اب زیادہ اسٹیٹس لگاتی ہی نہیں ہوں۔ نظر لگنے کا ڈر رہتا ہے ناں۔ کبھی کبھار لگاتی بھی ہوں تو سب کو شو نہیں کرواتی۔ اب تم نہ میرے اسٹیٹس اپنی بھابی کو دکھانے بیٹھ جانا۔ یاد ہے نا! تمھاری بھابی کی بہن میری نند کی پڑوسن ہیں۔ فوراً گھر میں سب کو تشویش ہو جاتی ہے کہ گئی تو میکے کے نام پر ہے گھر سے اور اسٹیٹس ریسٹورنٹ سے لگ رہے ہیں!

بہرحال یہ چھوٹی موٹی باتیں تو ہر گھر میں ہوتی رہتی ہیں۔ ویسے تو سب سیٹ ہے، مگر سچ بتاؤں تو مجھے یہاں کھانے کا ذرا مزہ نہیں آتا۔ ساس امی ہر چیز میں ٹماٹر ڈال دیتی ہیں۔ مجھے بھی پھر ان کے ہی طریقے سے پکانا ہوتا ہے، ورنہ کوئی کھاتا نہیں ہے۔ ہماری امی نے تو آج تک بھنڈی، توری میں ٹماٹر نہیں ڈالے۔ وہ تو پیاز کے ساتھ ہی اچھی لگتی ہیں۔

اچھا پھر کھانے کو تو چلو چھوڑو مگر یہاں تو پانی میں بھی وہ ذائقہ نہیں ہے جو امی کے گھر تھا۔ بورنگ کے پانی کا بھی کیا مزہ ہوتا ہے، یہ فلٹر واٹر پینے والے کیا جانیں۔ میں نے تو بھائی کو کہہ دیا ہے کہ وہ صدر والی پتی جو لاتے ہو، مجھے بھی لا دینا تا کہ پانی نہ سہی کم از کم چائے تو یہاں کی منہ کو لگے۔

اچھا! اب فون رکھ رہی ہوں۔ سب دیکھ رہے ہیں کہ اتنی دیر سے کیا لکھے جا رہی ہے۔ وائس نوٹ بھی اسی لیے نہیں بھیجا۔ تم بھی میسج لکھ کر ہی کرنا۔ ایک دم کسی کے سامنے وائس نوٹ کھل جائے تو بندہ پریشان ہو جاتا ہے۔

میں جمعے کو درزی کو سلائی کے کپڑے دینے آؤں گی تو امی کے ہاں بھی چکر لگاؤں گی تم ملنے ضرور آنا۔ یہ ناراض ہو رہے تھے کہ یہیں کہیں قریب سے کپڑے سلوا لو لیکن یہاں کے درزی بھئی مجھے تو سمجھ میں نہیں آتے۔

ہر بار امی کی طرف طرف جاتے ہوئے ان کا موڈ خراب ہوتا ہے کہ سڑک ٹوٹی ہوئی ہے حالانکہ اس ٹوٹی سڑک پر بھی میرا بھائی کتنے آرام سے گاڑی چلا لیتا تھا، ایک جھٹکا نہیں لگتا تھا، اور یہاں تو گھر کے سامنے ایک اسپیڈ بریکر ہے وہ بھی اتنا برا کہ ہر بار گزرنے پر بندے کی کمر میں چک ہی آ جائے۔

خیر اب جیسا بھی ہے، یہی میرا گھر ہے۔ آہستہ آہستہ ایڈجسٹمنٹ ہو ہی جائے گی۔ اچھا اب اللہ حافظ، جمعے کو آنا ضرور۔ ☆☆☆

گلدستہ

انتخاب: ثانیہ عمیر

جن کی صورت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مشابہ تھی:

غزوہ احد میں مسلمانوں کے علَم بردار، مصعب بن عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قریب تھے۔ انھوں نے کافروں کا مقابلہ کیا یہاں تک کہ شہید ہوئے، ان کے بعد آپ نے علَم حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سپرد فرمایا۔ چونکہ مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ رسول اللہ کے مشابہ تھے، اس لیے کسی نے یہ افواہ اڑادی کہ آپ شہید ہو گئے۔ (سیرۃ المصطفیٰ جلد ۲، صفحہ ۲۵۵)

انتقال مدینہ میں، جنازہ تبوک میں، تدفین مدینہ میں:

حضرت معاویہ بن معاویہ لیثی انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا انتقال ہوا تو مدینہ میں حضرت جبرائیل علیہ السلام ۷۰ ہزار فرشتوں کو لے کر مدینہ آئے۔ ان کے جنازہ کو لے کر تبوک روانہ ہوئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اور صحابہ نے جنازے کی نماز تبوک میں پڑھی اور جنازہ واپس مدینہ لایا گیا اور تدفین بقیع میں ہوئی۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جبرئیل سے پوچھا یہ اعزاز کیوں ملا؟ فرمایا یہ کثرت سے سورۃ الاخلاص پڑھا کرتے تھے۔ (تفسیر رازی فی تفسیر قل ھو اللہ احد)

تمھارے ماموں کی بہن تمھاری کیا لگی؟

ایک بار حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دل لگی کے طور پر ایک شخص سے پوچھا:

''بتاؤ تمھارے ماموں کی بہن تمھاری کیا لگی''، وہ شخص سادہ لوح واقع ہوا تھا۔ سر جھکا کر سوچنے لگا۔ حضور کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسکرائے اور آپ نے فرمایا:

''کیا تجھے اپنی ماں بھول گئی؟ وہی تو تیرے ماموں کی بہن ہے۔''

فراست:

قاضی ایاس کی فراست اور بصیرت ضرب المثل ہے۔ علامہ ابن خلکان نے قاضی ایاس کی فراست کا ایک دلچسپ واقعہ بھی لکھا ہے کہ مشہور صحابی حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عمر سو سال کے قریب ہو گئی تھی۔ بھنوؤں کے بال سفید ہو چکے تھے۔ لوگ کھڑے ہوئے رمضان کا چاند دیکھ رہے تھے۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: ''وہ سامنے چاند نظر آ گیا!''

لوگوں نے دیکھا کہ کسی اور کو دکھائی نہیں دے رہا، لیکن حضرت انس رضی اللہ عنہ افق کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرماتے: ''وہ سامنے مجھے نظر آ رہا ہے!''

قاضی ایاس نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کی طرف دیکھا حقیقت سمجھ گئے۔ ان کی بھنوؤں کا ایک بال آنکھ کی جانب جھک گیا تھا۔ قاضی ایاس نے وہ بال درست کرتے ہوئے پوچھا ''ابو حمزہ! اب ذرا بتائیں چاند کہاں ہے؟''

حضرت انس رضی اللہ عنہ افق کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگے ''اب تو نظر نہیں آ رہا!''

***

8 شاخوں اور 30 سے زائد دینی اداروں کا تعلیمی نشریاتی، شرعی رہنمائی اور خدمات پر مشتمل ملک گیر تحریکی منصوبہ

جامعۃ الرشید

تعلیم

تربیت

دعوت

خدمت

کارِ خیر کا ایک وسیع سلسلہ

زکوٰۃ صدقات فطرہ اور عطیات کے ذریعے

اس عظیم کار خیر میں آپ بھی حصہ لیجئے!

اپنے لیے اور اپنے پیاروں کے لیے صدقہ جاریہ کا اہتمام کیجئے

ذیل میں دیے گئے کسی بھی دفتر میں رقوم جمع کرواکر رسید حاصل کریں

جامعۃ الرشید پلاٹ 1 اسٹریٹ 4 فیز 1 سیکٹر 4 اسکیم 33، احسن آباد، کراچی فون نمبر: **021-36881352** موبائل نمبر: **0322 2000644**

پبلک سروسز سینٹر (PSC) ثناء ہیون، 45/1، میزانائن فلور، مین چورنگی محمد علی سوسائٹی، کراچی فون: **021-34559170-1** موبائل: **0318-2070720**

دارالافتاء والارشاد 4G1-13، ناظم آباد نمبر 4، کراچی فون نمبر: **021-36688239** موبائل نمبر: **0318-2070722**

ڈیفنس (DHA) خیابان سحر، فیز 7، DHA، کراچی موبائل نمبر: **0322-2551950**

https://jtr.edu.pk

فوری رابطے کے لیے اس نمبر پر SMS یا Call کریں **0322-2000644**